اذانِ بندہ

...ب فرمایش

...ر محمد حمزہ خان جذبی نظامی

... ا مدورہ ریلوے ضلع بلڈانہ برار

مرتبہ محمد دین فوق

برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور (پنجاب) / سری نگر (کشمیر) کا سلسلہ تالیفات ۲۲

اذانِ بتکدہ

برادرانِ ہنود کی نعتوں اور نظموں کا وہ ایمان افروز مجموعہ
جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمارا برگزیدہ رسولؐ
غیروں میں بھی کس قدر مقبول ہے؟

مرتبہ:

محمد الدین فوق مدیر اخبار "کشمیر جدید" سری نگر کشمیر

حسب فرمائش

ماسٹر محمد حمزہ خاں نظامی علمبٹ ریلوے بلڈانہ برار

سنہ ۱۹۳۴ء

بار دوم — تعداد جلد ایکہزار — قیمت ۶ر

دیباچہ

اذانِ بتکدہ کا دوسرا ایڈیشن مطبع میں جا رہا ہے۔ برادرانِ ہنود کی نعتو
نظموں کا بہت بڑا حصہ۔ گزشتہ چند سال سے میرے پاس محفوظ ہے خیا
کہ دوسرے ایڈیشن میں یہ جدید مجموعہ "اذان بت کدہ" کے حجم کو سوا سو
کے قریب کر دے گا۔ لیکن وہ مجموعہ میرے کاغذات میں بمقام لاہور
اور میں یہاں کشمیر میں ہوں اور میرے محب قدیم ماسٹر محمد حمزہ خان صا
نظامی جن کی اصلاحی خدمات سے برار کے اصحاب اچھی طرح آگاہ ہیں
اذان بت کدہ کے بہت جلد طبع کرنے پر زور دے رہے ہیں
اس لئے دوسرا ایڈیشن کسی اضافہ کے بغیر قدردان اصحاب کی خدمت
میں پیش کیا جاتا ہے۔

تیسرے ایڈیشن میں انشاءاللہ کتاب کی قیمت میں کسی قسم کے اضا
بغیر اور بھی بہت سی نظموں کا اضافہ ہوگا۔

محمد الدین فوق
مدیر اخبار کشمیر جدید

۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء
سرینگر کشمیر

(بصرف سردی آزاد ہند پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپا)

Jagdieo Lal Adalnagar

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعتِ عاشق

(از مصر بھبو دیال صاحب عاشق)

رحمۃ اللعالمین دامان رحمت کے سوا
زیب سرتاجِ شہی تاجِ شفاعت کے سوا
ہادیٔ خیر البشر راہ ہدایت کے سوا
لاتعداد اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا

رشکِ حسنِ حور ہے حسنِ حسیناں کا بہار
رشکِ غلماں ہیں غلامانِ حبیبِ کردگار
رشکِ طوبیٰ ہے قدِ رعنائے شاہِ روزگار
خلد والے دیکھتے ہیں آ کے یثرب کی بہار
ایک جنت اور بھی ہے باغِ جنت کے سوا

خواہشِ دیدارِ جاناں ہے کسی امداد کر
جذبۂ الفت، تمنائے دلی امداد کر

وحشتِ قلبِ حزیں وارفتگی امداد کر
اے تصور یوں نگاہِ شوق کی امداد کر
کچھ نظر آئے نہ اس کو ان کی صورت کے سوا
رات دن تڑپا رہی ہے وحشتِ دل دیکھیے
تنگ آیا ہوں تمنائے رُخِ پُر نور سے
قلب پر ہیں حسرت و ارماں کے حملے ہو رہے
اپنی رحمت سے بلالیں اب تو روضہ پہ مجھے
داغِ فرقت بھی ہیں دل میں دردِ اُلفت کے سوا
بادشاہِ دوسرا ہے کون کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون، کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیا رہا ہے کون! کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون! کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت کے سوا
چشمۂ آبِ بقا ہیں آپ بے شک مان لوں
مشعلِ راہِ ہدایت آپ ہیں یہ جان لوں
شافعِ میدانِ محشر آپ ہیں یہ ٹھان لوں
عقلِ صائب بھی ملے چشمِ بصیرت کے سوا
داورِ محشر ہے وہ، یہ ہیں شفیع المذنبیں
وہ شہِ ارض و سما یہ شاہِ خوبانِ زمیں

وہ الٰہ العالمیں، یہ رحمۃ للعالمین

عشقِ محبوبِ خدا، عشقِ خدا سے کم نہیں
اسکو کیا جانے کوئی اہلِ محبت کے سوا

مطلعِ الحمد لاکر جگمگا دے خلق کو
عارضِ روشن دکھا کر جگمگا دے خلق کو
نورِ وحدت کی ضیا سے جگمگا دے خلق کو
کفر کی ظلمت مٹا کر جگمگا دے خلق کو
یہ ضیاء کس میں تھی خورشید رسالت کے سوا۔

غنچہ باغ جناں زیبا ہے اس کو گر کہوں
غیر موزوں کچھ نہ ہوگا ماہِ کامل مان لوں
روشنی بخشِ دلِ تاریک لازم ہے کہوں
عارض احمد کو میں سورج سے کیا تشبیہ دوں
یاں تو سورج میں نہیں کچھ بھی حرارت کے سوا

میہمانی کے لیئے گردوں پہ بلوایا گیے
صورت مرکب بجا جبریل کو بھیجا گیے
پردہ ہائے راز دکھلائے شب اسریٰ گیے
مرتبہ معراج کا اللہ نے بخشا کسے
تیرے حضرت کے علاوہ بجز حضرت کے سوا

عارض روشن کی سُرخی سے ہوا خورشید مات

مصحف رخ دیکھ کر چھپتا پھرا ماہتاب رات
لا الہ میں تھی کون کعبہ میں بجز حضرت کے ذات
ظاہر و باطن کے جلوہ سے ہوئی ظاہر یہ بات
حسن صورت بھی تھا ان میں حسن سیرت کے سوا

تھا جنھیں شوق زیارت رات دن شام و سحر
غیر کے دیدار کو اٹھتی نہ تھی جن کی نظر
تھے سراپا زخم ہجر شاہ میں جن کے جگر
مر گئے ہیں وہ پہنچ کر آستان شاہ پر
کون اٹھا سکتا ہے ان کو اب قیامت کے سوا

بار عصیاں سے فراغت ہو خدا کے واسطے
یاس و رنج و غم سے مہلت ہو خدا کے واسطے
عاشق بے کس پہ رحمت ہو خدا کے واسطے
نوح پر بھی چشم شفقت ہو خدا کے واسطے
شکل راحت اس نے کب دیکھی جراحت کے سوا

نعت

از جناب پنڈت گنیشی لال صاحب خستہ دہلوی

بادۂ عصیاں سے کل تک عرب مخمور تھا
سوجھتا اس کو نہ تھا زنہار راہ خدا

اُس خدائے دو جہاں کا دیکھئے لطف و کرم
ریت کے ذرّوں کو عالم میں کیا جلوہ نما
کاشفِ اسرارِ وحدت یا محمد مصطفیٰ
آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کر دیا
ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت
پارۂ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما
یا مجسم نورِ قدرت کی تھی اک تصویر تو
یا مکمل تھا تو اک اظہارِ شانِ کبریا
ناز ہے اہلِ عرب کو ہی نہ تیری ذات پر
حشر تک تجھ پر کرے گا فخر سارا ایشیا
مَن کا چشمہ بہایا خشک ریگستان میں
آفریں عصمت سراپا آفریں صد آ
حلم کا شربت پلایا جس نے اپنے شیر میں
کون ہے جو نام تیرا اے حلیمہ دے بھلا
فرد تھا ایک اک عرب کا بن رہا عبد الصنم
ایک عبد اللہ تھا جس کے گھر ہوا نورِ خدا
جاہلوں اور وحشیوں کو لایا راہِ راست پر
آفریں ہمت پہ تیری یا محمد مصطفیٰ
ختم تیری راہ نمائی راہ وحدت پر نہ تھی

ہاں سیاست اور تمدن میں بھی تجھ کو دخل تھا
کام تو نے وہ کیا کھا کر فقط نانِ جویں
زندۂ جاوید جس سے دو جہاں میں بن گیا
آج امت کو تیری حاصل ہیں تن آسانیاں
ہائے پھر کار نمایاں کچھ نہیں اس سے ہوا
بزم میں دریائے الفت رزم میں جنگی جواں
الغرض ہر ایک صف میں تھا ترا رتبہ بڑا
جنگِ خندق اور پیکار احد سے ہے عیاں
تیری جرأت اور دلیری اور ترا جود و عطا
آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے
فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کر دیا
وہ زمانے کو نہ سمجھے اس کی کیا رفتار ہے
سرزمیں سے اس کو اپنی کچھ نہیں الفت ذرا
جس کی ذات پاک میں حب وطن کا جوش تھا
اس کی امت سو رہی ہے ہائے اسکو کیا ہوا
تیرا قرآں یں پڑھائے حب قومی کا سبق
دم سے تیری روح کے ہو پار بیڑا ہند کا
التجا امت سے تیری یہ دلِ خستہ کی ہے
کام وہ ایسا کرے ہو ملک کا جس سے بھلا

برہمن کی نعت

(از برادرِ طریقت پنڈت راگھوندر راؤ جذبؔ نظامی وکیل رائچور حیدر آباد دکن)

لکھتا ہوں ثنائے رُخِ نیکوئے محمدؐ
ہے رشکِ خورشیدِ فلک روئے محمدؐ

لولاک لما خلقت الافلاک ہے بے شک
مخلوق کو ظاہر ہوئی ہر خوئے محمدؐ

اوصاف محمدؐ کے ہوں ظاہر نہیں ممکن
ہے غیرتِ خورشیدِ فلک روئے محمدؐ

مکے سے مدینے سے ہی پہنچی سرِ افلاک
بوئے گلِ رخسارہ و گیسوئے محمدؐ

معراج میں سب چیزیں انھیں دیکھ رہی تھیں
پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمدؐ

حورانِ جناں سب ہوئیں قربان شبِ معراج
دیکھا جو نہالِ قدِ دلجوئے محمدؐ

اس جذبِ دلِ افگار کو دنیا میں کسی شے ... محمدؐ
یا رب تو دکھا دے رُخِ نیکوئے محمدؐ
ہے قربانِ محمدؐ

دربارِ مدینہ

(از بابو روشن لعل صاحب نعیمؔ ڈیرہ غازیخاں)

للہ بلا لیجئے سرکارِ مدینہ
مرجائے نہ یہ ہند میں بیمارِ مدینہ

حسرت ہے کہ دم نکلے درِ شاہِ عرب پر
مدفن ہو تہ سایۂ دیوارِ مدینہ

اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک
کافی ہے مجھے گوشۂ گلزارِ مدینہ

بن جاؤں میں دیوانۂ سرکارِ مدینہ
لگ جائے الٰہی مجھے آزارِ مدینہ

گھیرا ہے مجھے رنج و تعب ہائے گنہ نے
فریاد ہے فریاد ہے سردارِ مدینہ

چھا جائے مری قبر پہ رحمت کی بدریا
دُر بار شب و روز ہوں انوارِ مدینہ

مرجائے نعیمؔ الفتِ سرور میں الٰہی
المجد ہو در دربارِ مدینہ

کام دو

نعت شریف

(از پنڈت بشن نرائن صاحب حاؔمی بریلوی)

ہو کس سے بیاں منزلت و شان محمدؐ
ہے آپ خداوند ثنا خوان محمدؐ

ہو کیوں نہ بشر تابع فرمان محمدؐ
فردوس میں جائیں گے غلامان محمدؐ

عاصی تپش مہر قیامت سے ڈریں کیوں
کافی ہے انھیں سایۂ دامان محمدؐ

پائیں گے اگر حکم تو محشر میں فرشتے
آنکھوں سے بجا لائیں گے فرمان محمدؐ

از بس کہ گنہگار ہوں محشر میں الٰہی
چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامان محمدؐ

اب تک ہے گرفتار اسی پیچ میں سنبل
دیکھی تھی کبھی زلف پریشان محمدؐ

رضوان بھی اشاروں سے بتائیں گے کہ وہ ہیں
ڈھونڈیں گے جو ہم حشر میں ایوان محمدؐ

دیکھیں گی رخ پاک جو فردوس میں حوریں
ہو جائیں گی سو جان سے قربان محمدؐ

بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حامی
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسانِ محمدؐ

جذباتِ سامی

(از جناب ماسٹر مہادیو پرشاد صاحب سامی جبلپوری)

۶ رشعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۸ رفروری ۱۹۲۷ء مغرب کے وقت ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمدؐ صفحۂ آسمان پر ظاہر کیا۔ اس نورانی منظر کی اہمیت کا لحاظ کر کے مسلمانانِ جبل پور نے مختلف طریقوں پر اظہارِ مسرت کیا۔ اسی سلسلہ میں یکم مارچ ۱۹۲۷ء کو احاطہ جامع مسجد جبل پور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ یوں تو اس جلسہ میں متعدد دلکش نظمیں پڑھی گئیں۔ مگر ماسٹر مہادیو پرشاد صاحب سامی نے جو روح نواز اور بصیرت افروز نظم پڑھی تھی وہ تعریف و توصیف سے مستغنی ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرمالیں کہ جناب سامی صاحب نے باوجود غیر مسلم ہونے کے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک اور مذہبِ اسلام کے متعلق کس قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

یاد آیا ہے کہ جب تھی قوم کی عالم میں دھوم
دبدبہ اپنا تھا لے کر ہند سے تا شام و روم
تھے ہنر ور ہم میں اتنے جتنے گردوں پر نجوم
سیکھتے تھے ہم سے سب آکر زمانے کے علوم
ہم سے بڑھ کر کوئی آگاہِ قلم رانی نہ تھا
شاہ عالمگیر و اکبر کا کوئی ثانی نہ تھا۔

ہائے اب ہم ان دنوں کے دیکھنے والے ہوئے
آستیں کے سانپ نکلے ناز کے پالے ہوئے
پار سقفِ آسماں سے قوم کے نالے ہوئے
گوشۂ عزلت میں جینے کے ہمیں لالے ہوئے
ان بزرگوں کے ہوئے ہم سوگوار افسوس ہے
قوم صد افسوس ہے تجھ پر ہزار افسوس ہے
التجا یہ تھی حبیب ایزد متعال سے
سرزمینِ ہند کہتی تھی زبانِ حال سے
روبروحضرت کے عاجز ہوں میں قیل و قال سے
قوم کس ادبار کو پہنچی ہے کس اقبال سے
خلد میں راحت سے شہ جن و بشر فرمائیے
حالتِ امت پہ بھی لیکن نظر فرمائیے
غیر ہنستے ہیں کہ ان کی آہ بے تاثیر ہے
آہِ مظلوماں کو کہتے ہیں ہوائی تیر ہے
ملتِ اسلام کی الٹی ہوئی تقدیر ہے
آپ کی امت کی یہ پردیس میں توقیر ہے
ان کا دنیا سے اگر نام و نشاں کھو جائے تو
یہ تو راضی ہیں گوارا آپ کو ہو جائے تو
آگیا اس آہ سے جنبش میں عرش ذوالجلال

بزمِ آرائے جہاں کو بھی ہوا اپنا خیال
جی ہوا اللہ کے پیارے کا بھی غم سے نڈھال
ہو گیا آغوشِ عاشق میں کلیجہ پائمال
کیمیائے وصل سارے بن گئے ذراتِ عشق
ہو سکی آخر نہ تاب قوتِ جذباتِ عشق
آسماں پر آہ کا شعلہ ستارا ہو گیا
نور جو پنہاں تھا آخر آشکارا ہو گیا
گوشۂ چشمِ عنایت سے اشارا ہو گیا
ہم کسی کے ہو گئے کوئی ہمارا ہو گیا
سرمۂ چشمِ بصیرت جب ہوا وہ نورِ پاک
سینۂ صد چاک سے نکلی صدا روحی فداک
غازۂ رخسارِ حور ذرا تھا اجالا ہند کا
نقشۂ باغِ جناں گویا تھا نقشہ ہند کا
دیکھنے موسیٰ بھی آئے تھے تماشا ہند کا
رشکِ نخلِ طور تھا ہر ایک پودا ہند کا
اے مسلمانو! مبارک تم کو دیدارِ حبیب
آسماں پر ضو فشاں ہے نورِ رخسارِ حبیب
ختم پر آئی ہے میعادِ مصیبت ہند کی
دھاک ہے آقا کے قدموں کی بدولت ہند کی

نور تھا یہ آپ کا چمکا کہ قسمت ہند کی
ہند کے مسلم کی عزت اور حرمت ہند کی
خانۂ تاریک مسلم میں اجالا ہو گیا
ہند کا دنیا کے آگے بول بالا ہو گیا
یہ صدا ہاتف نے دی چمکا جو جلوہ آپکا
ساکنان دہر سن لیں حکم والا آپ کا
اب ستایا جائے گا ہرگز نہ شیدا آپ کا
اے مسلمانو! رہے گا سر پہ سایہ آپ کا
تم کو کیا غم سر پہ جب خود نائب باری رہے
رہنے دو گر دشمنوں کی لاکھ تیاری رہے
ہاں نہ گھبرانا ذرا بھی اے مسلمانان ہند
وقت وہ آیا کہ اب نکلیں گے سب ارمان ہند
سب پھلیں پھولیں گے جتنے ہیں ہوا داران ہند
ہوشیار و باخبر! اے ہر دم آزاران ہند
اسم اقدس کی ہے یہ تنویر تصویر جلال
میان میں اب کر دیں لیتے ہیں شمشیر جلال
دل نے دلبر بھی وہ چھانٹا دیدۂ بدخواہ کور
مہر دمہ جس کے کف پا سے ہیں لیتے دام نور
اپنے عاشق سے ہوا دل نرم رکھتے ہیں حضور

ہم نہ کہتے تھے کہ یوں بے چین ہونا کیا ضرور
مہرباں ہو جائیں گے دردِ جگر ہونے تو دو
خود چلے آئیں گے نالوں میں اثر ہونے تو دو
آج پورے ہو گئے ارماں دلِ صد چاک کے
سُرخ رو دنیا میں ہیں خادم رسولِ پاک کے
خاک سمجھے جو ان کو رتبے مل گئے افلاک کے
یہ نوازش، یہ کرم صدقے شہِ لولاک کے
اے شہِ کونین اس لطف و عنایت کے نثار
اس تعلق کے تصدق اس محبّت کے نثار
وہ نوازش کی کہ اک عالم میں شہرت رہ گئی
مٹ گئی تصویرِ باطل حق کی صورت رہ گئی
دل میں غیروں کے ہنسیں ہم پر یہ حسرت رہ گئی
خادموں کی بات آقا کی بدولت رہ گئی
اب نہیں کچھ فکر اک عالم جو دشمن ہو گیا
دوسرا عالم تو اپنا ہے یہ روشن ہو گیا
یا نبی ہر حال میں ہو لطف حامی آپ کا
زینتِ گردن رہے طوقِ غلامی آپ کا
اس کو ہے وردِ زباں اسمِ گرامی آپ کا
وہ کوئی ہو ہے مگر مداح سامی آپ کا

یہ شرف کافی ہے مجھ کو خادمِ خدام ہوں
آپ کے بندوں کا آقا! بندۂ بے دام ہوں

نعت منشی رام پرشاد صاحب

(از منشی رام پرشاد صاحب کائستھ لکھنوی)

منشی رام پرشاد نواب سر محسن الدولہ بہادر کی سرکار میں داروغہ تھے جو غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے نواسے اور محمد علی شاہ بادشاہِ اودھ کے داماد تھے حسین آباد کے امام باڑہ کا انتظام بھی سالہا سال تک انہی کے ہاتھ میں رہا۔ سنہ ۱۸۹۰ء کے قریب اپنے وطن لکھنؤ میں انتقال کر گئے۔ غزلوں کے علاوہ نعتیں بھی کہتے تھے۔ ایک غزل کے چار شعر تذکرہ خم خانہ جاوید جلد سوم سے ملے ہیں مقطع میں حسن اعتقاد کی جھلک نظر آ رہی ہے:۔

ہائے اس مہماں سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے
بارِ عصیاں مفت ہم تو اپنے سر پر دھر چلے

غور کر کے خوب دیکھا کوئی بھی اپنا نہیں
خوابِ غفلت میں عبث ہم عمر ضائع کر چلے

گو کہ ہوتا ہے وہی لکھا جو ہے تقدیر کا
ہر بشر کو چاہیئے کچھ کام اچھا کر چلے

رام پرشاد ان کو جنت میں ملا جامِ طہور
تشنہ لب جو یاں سے بہرِ ساقیٔ کوثر چلے

نعتِ کوثری

(از چودھری دِتّو رام صاحب کوثری)

(خود نوشت حالات)

نام[٥] دِتّو رام تخلّص کوثری۔ باپ کا نام بھوراؔ رام۔ مولد قصبہ نانڈری ضلع حصار قوم بشنوئی پیشہ زراعت۔ تاریخ ولادت پوہ سمت ۱۹۳۹ بکرمی۔ (وفات ۱۹۳۳ء) بشنوئیوں کو تعلیم کا شوق مطلق نہیں۔ میں پہلا بشنوئی ہوں جس نے سب سے پہلے اپنی قوم میں تعلیم پائی۔ انٹرنس میں انگریزی پڑھتا تھا کہ شوق شاعری نے دل میں ایسی گدگدی کی کہ اسکول چھوڑ دیا۔ والد صاحب مرحوم نے کوشش کر کے لاہور میں ایک ڈاکٹری کالج میں داخل کرا دیا۔ مگر وہاں لفظ مسیحا کے سوا کچھ نہ سیکھا۔ اور کالج چھوڑ کر غزل گوئی میں مصروف ہوا اور مشاعروں میں جانے لگا۔

اسلامی روایات پر بے شمار نظمیں لکھیں خصوصاً اہل بیت اطہار کی مدح و ثنا میں اب تک مصروف رہا اور ہوں۔ اگرچہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مدح و ثنا میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے۔ مگر صحابہ کی تعریف میں بھی متعدد نظمیں لکھی ہیں۔ بلکہ ہندو سکھ و مرہٹہ ل آریاؤں وغیرہ کے متعلق بھی چند منظوم کتابیں لکھی ہیں۔ اور سرکار انگریزی کی مدح سرائی بھی کی ہے۔

حیدرآباد دکن بھوپال۔ رام پور بہاول پور پٹیالہ کے درباروں میں نظمیں پڑھیں بھیلی

ہ آپکو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے ماہ جون ۱۹۲۶ء میں حسان الہند کا خطاب دیا ہے۔

چار ریاستوں میں مہمان ہوا۔ ان کے والیان ذی شان سے نیاز حاصل ہوا، انعام و صلہ و خلعت بھی عنایت ہوئے۔

رام پور میں چھ سات مرتبہ مہمان ریاست ہوا۔ اور دربار میں نواب صاحب نے بزبان خود بآواز بلند داد دی بھوپال میں دو مرتبہ مہمان ریاست ہوا۔ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے پس پردہ بیٹھ کر نعتیہ کلام سماعت فرمایا۔

تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ

مدینے میں مجھ کو بلا یا محمدؐ
ذرا اپنا کوچہ دکھا یا محمدؐ

مجھے لوگ کہتے ہیں دیوانہ تیرا
کہوں اور کیا ماجرا یا محمدؐ

نہ کھولوں گا برق تجلی سے آنکھیں
تصور ہے تیرا سدا یا محمدؐ

خدا تیرا عاشق۔ تو عاشق خدا کا
ہیں تم دونوں پر ہوں فدا یا محمدؐ

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ

نہیں بادشاہوں کی کچھ مجھ کو پروا
ترے در کا ہوں میں گدا یا محمدؐ

نہ رندوں سے صحبت نہ زاہد سے رغبت
مرا حال کیا یہ ہوا یا محمدؐ

میں تیرا بنا ہوں مرا تو بھی بن جا
مرا کون ہے دوسرا یا محمدؐ

تمھاری بدولت خدا مجھ کو بخشے
ہو مقبول میری دعا یا محمدؐ

ترا کوثری رہتا ہے ہندوؤں میں
ہے ظلمت میں آب بقا یا محمدؐ

میں ہر دم ہوں ثناخوانِ محمدؐ

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب خالق نے کئے منسوخ سارے
کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ

نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے
بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت
یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبی کا نطق ہے نطقِ الٰہی
کلامِ حق ہے زبانِ محمدؐ

خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ
خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ

ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ

علیؓ ان میں وصی مصطفےٰ ہے
علیؓ سے ہے رنگِ بستانِ محمدؐ

علیؓ کا مال ہے مالِ پیمبرؐ
علیؓ کی جان ہے جانِ محمدؐ

علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ
بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثناخوانِ محمدؐ

خدا جب ہے محمدؐ کا

کرائے ہند و بیاں اس طرز سے توصیفِ احمدؐ کا
مسلماں مان جائیں لوہا سب تیغِ ہند کا

جدا کیا لامِ دِتو رام ہے دینِ محمدؐ سے
تعلق سو طرح کا ہے مشدّد سے مشدّد کا

محمدؐ اور دِتو رام میں نقطہ نہیں کوئی
کہ ہے مدّاح اور ممدوح میں یہ ربط کس حد کا

کبھی گنگا میں آ ڈوبا کبھی کوثر پہ جا نکلا
پتہ کچھ بھی نہیں مخصوص درویشِ مجدّد کا

یہی ہر چار عنصر کا اشارہ ہے کہ لے رستہ
مدینے کا۔ نجف کا۔ کربلا کا۔ اور مشہد کا

محمدؐ کی شفاعت پر یقیں ہے نعت گویوں کو
کسی نے قافیہ باندھا نہیں اب تک جو شاید کا

لکھوں کیا کہ فرّی میں کون سا قصہ ہے باقی
محمدؐ جب خدا کا ہے خدا جب ہے محمدؐ کا

اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

اللہ غنی رونقِ بازارِ محمدؐ
معبودِ جہاں بھی ہے خریدارِ محمدؐ

آیا ہے حدیثوں میں نبیؐ نورِ خدا ہے
اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

میں کون ہوں کیا شے ہوں میری گنتی وہاں کیا
جبرئیلؑ سے ہیں خادمِ سرکارِ محمدؐ

ہے جنسِ معاصی کا صلہ نقدِ شفاعت
زاہد سے رہا اچھا گنہگارِ محمدؐ

خالی کسی صورت میں بھی وہ جا نہیں سکتا
بخشش کا جو امت سے ہے اقرارِ محمدؐ

سادات زمانے میں جہاں جاؤ وہاں ہیں
کیا باغِ جہاں میں ہے پھلا گلزارِ محمدؐ

سنتا ہوں کہ کہتے ہیں یہی دیکھنے والے
اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ

کچھ عشقِ پیمبرؐ میں نہیں شرطِ مسلماں
ہے کوثری ہندو بھی طلبگارِ محمدؐ

محبوبِ الٰہی سے ہے یارانہ ہمارا

ہم مرد ہیں اور عشق ہے مردانہ ہمارا
محبوبِ الٰہی سے ہے یارانہ ہمارا

کیا پوچھتے ہو کوثر و فردوس کا قصہ
یہ باغ ہمارا ہے وہ میخانہ ہمارا

محشر میں بچالیں گے نبیؐ مجھ کو یہ کہہ کر
چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا

کیا اے فلکِ پیر ترا خوف کریں ہم
باہر تری گردش سے ہے کاشانہ ہمارا

آقا ہے نبیؐ اور علیؑ اپنا ہے مولا
ملتا ہوا سلمانؑ سے ہے افسانہ ہمارا

کندن ہے وہی کوثری جو خاک میں ملکر
اس واسطے ہے بھیس فقیرانہ ہمارا

ہندو سہی مگر ہوں ثناخوان مصطفیٰ

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنم نے دی صدا
میں پاس جب گیا تو نہ مجھ کو جلا سکا
بولا کہ تجھ پہ کیوں مری آتش ہوئی حرام
کیا وجہ تجھ پہ شعلہ جو قابو نہ پا سکا
کیا نام ہے تو کون ہے مذہب ہے تیرا کیا
حیراں ہوں میں عذاب جو تجھ تک نہ جا سکا
میں نے کہا کہ جائے تعجب ذرا نہیں
واقف نہیں تو میرے دل حق شناس کا
ہندو سہی۔ مگر ہوں ثناخوان مصطفےٰ
اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آ سکا

ہے نام دتّو رام تخلّص ہے کوثری
اب کیا کہوں بتا دیا جو کچھ بتا سکا

شفاعت

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کی بار نے
میں شافع گنہ کو لگا پھر پکارنے
حضرت نے آکے مجھ کو سبکدوش کر دیا
رحمت بڑی کی شافع روزِ شمار نے
دیکھا بنا کے جب کہ محمدؐ کا حسن و نور
محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے

ہے نام دتّو رام تخلّص ہے کوثری
دیر و حرم کی سیر کی اس خاکسار نے

ہندو کی بخشش

محشر میں دی فرشتوں نے داور کو یہ خبر
ہندو ہے ایک احمدؐ مرسل کا مدح گر
ہے بُت پرست اگرچہ وہ لیکن ہے نعت گو
احمدؐ کی نعت لکھتا ہے دنیا میں بیشتر
ہے نام دلّو رام تخلص ہے کوثری
لے جائیں اُس کو خلد میں یا جانبِ سقر
سنتے ہی یہ ملائکہ سے اک انوکھی بات
فرمایا ذوالجلال نے جنت ہے اس کا گھر
اللہ اکبر احمدِ مرسلؐ کا یہ لحاظ
کی حق نے لطف کی سگِ دُنیا پہ بھی نظر

ہے پائے محمدؐ سرِ دلّو رام

خدا ہے محمدؐ ہے اور آل ہے
سمندِ قلم کی دم وصفِ شاہ
ہے نعتِ نبی ذکرِ پروردگار

سوا اِن کے جو کچھ ہے جنجال ہے
نئی ہے روش اور نئی چال ہے
کرے یہ تو عملِ حسن اعمال ہے

نمازوں میں شہ کا تصور رہے
رسائی ہے جس کی درِ شاہ پر
پیمبرؐ کی انگلی کا ہے وہ نشان
ڈروں تیغِ آفت سے کیوں وارے
ورق چند ہیں نعت کے میرے پاس
ہے پائے[1] محمدؐ سرِ دِتو رام

کہ یہ حال ہے اور وہ قال ہے
وہی صاحبِ جاہ و اقبال ہے
رخِ منہ پہ سمجھا جسے خال ہے
کہ نام محمدؐ مری ڈھال ہے
یہی اپنی پونجی یہی مال ہے
یہ نسبت مرے اوج پر دال[2] ہے

مدینے کے آنے لگے خواب روز
میاں کو بڑی نیک یہ فال ہے

محمدؐ کو یارانِ جانی میں رکھا

خدا نے کئے جب کہ تقسیم رتبے
کہ آدم کو فخرِ ملائک بنا کر
بڑی عمر نوحؑ نبی کو عطا کی
خضرؑ کو دیا چشمۂ آبِ حیواں

تو یوں سب کو پھر قدردانی میں رکھا
انھیں جنتِ جاودانی میں رکھا
سلامت جو طوفاں سے پانی میں رکھا
براہیمؑ کو باغبانی میں رکھا

[1] محمد میں حرفِ دال آخر اور دِتو رام میں اول ہے۔
[2] دال ۔ دلالت کنندہ۔

دیا حسن بے مثل یوسفؑ کو اس نے
سلیمانؑ کو حکمرانی میں رکھا

دم زندگی بخش عیسےؑ کو بخشا
تو موسیٰؑ کو خوش لن ترانی میں رکھا

غرض سب سے اول خدا نے بالآخر
محمدؐ کو یاران جانی میں رکھا

مرے منہ سے منظور تھی نعت احمدؐ
مجھے فرد رطب اللسانی میں رکھا

ذرا نقشۂ نعت کا کر نظارہ
ہے کیا نقش بہزاد و مانی میں رکھا

بہار ریاض ثنائے نبیؐ نے
دہن کو مرے گلفشانی میں رکھا

نبیؐ کے ہوئے نعت گو دو برابر
کہ دونوں کو ایک مدح خوانی میں رکھا

ہے حسانؓ پہلا تو میں دوسرا ہوں
نہیں فرق اول میں ثانی میں رکھا

خدا نے اسے سونپی محفل عرب کی
مجھے بزم ہندوستانی میں رکھا

اسے سیر دکھلائی دشت بیاں کی
مجھے غرق بحر معانی میں رکھا

عرب میں وہ صحرائے قدرت سے پہنچا
اسے ریگ ہی کی روانی میں رکھا

میں پنجاب سے آیا کوثر بہ یارو
مجھے حق نے پانی ہی پانی میں رکھا

لکھیں کوثری عمر بھر ہم نے نعتیں
نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

غل ہوا ہندو بھی محبوب خدا کے ساتھ ہے

کوثری تنہا نہیں ہے مصطفےٰ کے ساتھ ہے
جو نبیؐ کے ساتھ ہے وہ کبریا کے ساتھ ہے

کس لیے پھر درپے آزار ہیں اشرار قوم
اس کا کیا کرلیں گے جو خیرالوریٰ کے ساتھ ہے

کچھ نہیں حسرت ید بیضا کی مجھ کو اے کلیمؑ
ہاتھ اپنا دامن آل عبا کے ساتھ ہے

انکشاف ؎۱ مدعا پیش احد میں کیا کروں
میم احمدؐ ہے کہ جو میری دعا کے ساتھ ہے

رحمۃ للعالمیں کے حشر میں معنی کھلے
خلق ساری شافع روز جزا کے ساتھ ہے

لے کے دو رام کو حضرت گئے جنت میں جب
غل ہوا ہندو بھی محبوب خدا کے ساتھ ہے

؎۱ دعا میں میم ملانے سے مدعا بن جاتا ہے۔ میرا مدعا یہی ہے کہ میم احمدؐ میری دعا کے ساتھ ہے۔ کوثری۔

نعت ہمدم اکبر آبادی

راقم الحروف نے خواجہ صدیق حسین صاحب مالک آگرہ اخبار کے ذریعہ ان کے زبردست قلمی معاون اور آگرہ کے مشہور سخن ور کنور گوری پرشاد صاحب ہمدم نادلسٹ سے نعت پیغمبر صلعم کے موزوں کئے جانے کی سفارش کی تھی۔

ہمدم صاحب نے ۲۱ اپریل ۱۹۲۶ء کے آگرہ اخبار ہی میں میری سفارش کا جواب طبع کرایا ہے اور اپنی ایک پرانی لکھی ہوئی نعت بھی درج کرائی ہے۔ جو شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ بالفعل نئی نعت موزوں کرنے سے معاف کیا جاؤں۔ ان شاء اللہ بعد میں دیکھا جائیگا آجکل روحانی صدموں[1] سے دکھا ہوا ہوں۔ پریشان دل سے کیا فکر کرسکتا ہوں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چھ مہینہ سے پہلے جو کچھ لکھتا تھا اس سے مقصود اپنے دل کو خوش کرنا ہوتا تھا۔ اب جو کچھ لکھتا ہوں پریشان دل کو بہلانے کا سامان مہیا کرتا ہوں میں غم زدہ۔ ماتم کدہ سے اٹھ کیا جاؤں۔ ذرا آپ تکلیف گوارا کریں۔ اور میری بزم سرور (پانچویں بزم) میں تشریف لے جائیں۔ وہاں سے اس نعتیہ غزل کو نقل کرلائیں اور میرے نادیدہ مہربان فوق صاحب کو نذر کرکے میری معذوری کا اظہار ان سے اخبار کے ذریعہ کردیں۔

---

[1] اپنے لخت جگر کے انتقال سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اس کے ماتم میں آپ نے ایک طویل مگر دردناک ماتمی بند لکھا ہے۔

شوقِ پابوس لئے چل تو مدینہ مجھ کو
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی نے مجھ کو

واپسیں دم ہے مجھے ذکرِ نبیؐ کرنے دو
دوستو موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو

چشم مشتاق ہے در پر تو ہیں کان آہٹ پر
ان کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو

کیوں دلِ خستہ مرا ہجر میں بے تاب نہ ہو
ہو گئے ان کی زیارت کو مہینے مجھ کو

جلوۂ احمدِ مختار کا تو نام ہوا
پھونک کر خاک کیا دل کی لگی نے مجھ کو

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہیں ساری ادائیں تجھ میں
دی جگہ اپنے دلوں میں تو سبھی نے مجھ کو

عرض کیا حال کروں ہوش نہیں اپنے بجا
جلوہ بے پردہ دکھایا ہے کسی نے مجھ کو

ہو بُرا درد ترا تو بھی دغا دیتا ہے
ہائے مایوس کیا تیری کمی نے مجھ کو

کیوں نہ ہو فخر یہ توقیر ہے کیا کم ہمدم
بخش دی نعت کی جاگیر نبی نے مجھ کو

نعت سرورِ کائنات

(جناب منشی مہادیو پرشاد صاحب ساقی سائنس ٹیچر جبل پور)

عرش بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے
جس سے فروغ شمع سر کوہ طور ہے

تارے سے نام نامی حضرت عیاں ہوا
یہ معجزۂ حضور کرامت ظہور ہے

یہ آنکھیں اور اس کا نظارہ زہے نصیب
دربار انبیا میں جو صدر الصدور ہے

اللہ رے ضو جھپکتی ہے آنکھ آفتاب کی
تارا ہے یا کوئی شرر شمع طور ہے

ہاں کیوں نہ ہو۔ یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو
محبوب حق ہے شافع یوم النشور ہے

سلطان دیں کہ جن کے غلاموں کے واسطے
سب انتظام جنت و حور و قصور ہے

تمثیل اس کے حسن کی کوئی کہاں سے لائے
جس شہ کے عاشقوں کی پرستار حور ہے

کیوں سر کے بل نہ اس پہ چلیں مہر و مہ کہ چرخ
پامال بادپائے رسول غیور ہے

ہو سامنے یہ جلوہ تو تسلیم ہے مجھے
یہ ہند غم کدہ نہیں دار السرور ہے

حضرت کی ہو گئی جو نظر التفات کی
اب عرش پر دماغ دل ناصبور ہے

وہ دل جو تھا تپش میں کبھی روکش جحیم
اب آج دیکھیے تو سراپے سرور ہے

نالوں نے دی جو رحمت تشریف آوری
عاشق کی یا حبیب معافی ضرور ہے

معراج کا تو حال کسی سے چھپا نہیں
آگاہ اس قضیہ سے ہر ذی شعور ہے

وہ حسن جاں نواز کہ انساں کی کیا بساط
زلفوں کے پیچ میں دل رب غفور ہے

پھر جان زار سینے میں دیدار کے بغیر
مضطر رہے تو اس میں مرا کیا قصور ہے

عاشق ہوں مجھ کو جلوۂ جانانہ چاہیے
ہوگا وہ کوئی اور جو شیدائے حور ہے

ہے آرزوئے خلد سے مقصودِ وصلِ یار
کس کو خیالِ کوثر و حور و قصور ہے

جنت کی سمت رخ نہ کروں آپ کے بغیر
حضرت کا ہوں گدا کہ طبیعت غیور ہے

ممکن ہے مدح کس سے بھلا اس ذاتِ پاک کی
مدحت طراز جس کا خدائے غفور ہے

کافی ہے یہ نصیحت اغیار کے لئے
وہ دور ہے خدا سے نبی سے جو دور ہے

مقصود عرضِ حال ہے ورنہ غلام کو
دعویٰ کلام کا نہ زباں کا غرور ہے

خادم کا بال بال گنہگار ہے تو ہو
مداح ہے حضور کا اتنا ضرور ہے

لاکھوں خطائیں کی ہیں بس اتنی امید پر
حضرت بھی ہیں کریم خدا بھی غفور ہے

ممکن نہیں کہ مجھ پہ نگاہِ کرم نہ ہو
میں جانتا ہوں آپ کی رحمت سے دور ہے

محشر میں دیکھ لیں گے جنہیں اشتباہ ہو
ساقی ہے اور جامِ شرابِ طہور ہے

تھی مجھ کو فکرِ سال کہ ہاتف نے دی ندا
لوحِ فلک پہ جلوۂ نامِ حضورؐ ہے[1]
۴۵ ۵ ۱۳

آسمان پر ظہورِ اسمِ محمدؐ کے متعلق

(جناب منشی مہادیو پرشاد صاحب سامی)

زدستِ غیر ندیدہ ستم اگرچہ جز بہ ستم
طریقِ مہر و وفائے کہ داشتم دارم
زمن بہ ایں ہمہ درماندگی مشو فارغ

[1] اشارہ ہے آسمان پر نام محمد کی طرف جو جبل پور میں ۸ فروری ۱۹۲۶ء کو ایک لکیر کی صورت میں سب نے دیکھا۔

بہ فرقِ خویش خدائے کہ داشتم دارم

فلک ز جلوۂ جانانہ رو کشِ طور است

ہنوز آہِ رسائے کہ داشتم دارم

متاعِ دہر خوشت باد ایں بس است مرا

شفیعِ روزِ جزائے کہ داشتم دارم

شہا اگرچہ مرا دست گوہر افشاں نیست

زبان مدح سرائے کہ داشتم دارم

رباعیاتِ سامی

بر اوجِ فلک جلوہ فگن نامِ نبی ست

خورشید خجل از رخِ گل فامِ نبی ست

از سرکشیِ ابلقِ ایام چہ غم

بینی کہ چساں پیلِ فلک رامِ نبی ست

ولہ

اے گدیہ گرت تاجورانِ عالم

وے در کفِ دستت رگِ جانِ عالم

بردیم گماں کہ عالم بالا شد

زر تو چناں فزود شانِ عالم

ولہ

چوں طالبِ دیدارِ تو آہے نہ کند
جاں پیش کش روئے چو ماہے نہ کند
ہر چشم کہ از نورِ تو روشن گردد

ایضاً

بچرخ نام محمد چو جلوہ آرا شد
کلاہِ گوشۂ سامی بہ مہر و ماہ رسید
خوشا دمے کہ ز قیدِ غم عزیزاں را
نویدِ ایمنی از شاہ عرش جاہ رسید
ز جمع کینہ وراں بانگِ آہ و نالہ بخاست
ز بزم ہم نفساں شورِ قاہ قاہ رسید
ز حکم اوست مرا آگاہ فکر تاریخش
کہ شعر خواجۂ حافظ بہ پیش گاہ رسید
کجاست صوفی دجال چشم ملحد رائے
بگو بسوز کہ مہدی دیں پناہ رسید

منشی شنکرلال ساقی کی نعتیں

منشی شنکرلال قوم سے کائستھ بھٹناگر تھے۔ باپ کا نام منشی خوب چند تھا

۱۰ ر دسمبر ۱۸۲۰ء کو بمقام سکندر آباد پیدا ہوئے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے زمانے میں آپ کی عمر سینتیس (۳۷) سال تھی۔ غالب و ذوق بلکہ ابو ظفر بہادر شاہ کے مشاعروں میں شامل رہ چکے تھے۔ منشی بال مکند بے صبر کو بھی کلام دکھاتے تھے۔ لیکن زیادہ فیض مرزا غالب اور ان کے شاگرد عزیز منشی ہرگوپال سہائے تفتہ سے جو آپ کے چھوٹے چچیرے بھائی تھے حاصل کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

رغبت نہیں کلام سے اردو کے ساقیا
ہوں لینے والا غالب و تفتہ کے نام کا

سہارن پور کی ایک عدالت میں پیش کاری کے عہدے پر مامور تھے بعمر ستر سال ۱۸۹۰ء میں انتقال کر گئے۔ آپ کا کلام مقبول خاص و عام ہے آپ کی اب تک دو کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ایک کریما شیخ سعدی کا ترجمہ بھاشا نظم میں۔ دوسرے انتخاب کلیات جس میں چند نعتیں اور کچھ غزلیں ہیں۔ آپ کے دو دیوان ایک فارسی دوسرا اردو میں۔ اور ایک رامائن بطرز بھجن غیر مطبوعہ آپ کے پوتوں بابو رام چند سروپ سیکش۔ اور ماسٹر لچھمن سروپ صاحب مینا (سہارن پور) کے پاس موجود ہیں۔

ساقی آں جہانی کے فرزند منشی کشن سروپ صاحب ساغر نے سب سے پہلے ۱۸۹۲ء میں آپ کا کریما بہ زبان بھاشا طبع کرایا تھا۔ راقم الحروف جناب سیکش و جناب مینا کا ممنون ہے کہ انھوں نے نہایت مہربانی فرما کر جناب ساقی کے کچھ حالات اور ان کی مندرجہ ذیل نعتیں ارسال فرمائیں۔

روشن دلم ز جلوہ روئے محمدؐ است   جانم فدائے نام نکوئے محمدؐ است

یاد خدا است ہمدم روح لطیف من
دل در خیال مدحت خوئے محمد است

ایں بوئے خوش کہ مشک ختن یافت در جہاں
بے شبہ از عطیۂ بوئے محمد است

در دیر ہم قبول تواں شد نماز من
گر روئے دل بصدق بسوئے محمد است

ساقی اگرچہ جامہ ہند است بر تنم
خاکم مگر ز یثرب و کوئے محمد است

تھی شب معراج میں سارے فلک پر چاندنی
نور محبوب خدا سے تھی منور چاندنی

عرش و کرسی پر کہاں تھا ماہ کا نام و نشان
روئے احمد چاند تھا تھی اس سے یکسر چاندنی

نور افشاں جب ہوا وہ آپ کا نور جمال
ہو گئی تھی چاند سے بھی پھر تو بہتر چاندنی

خود بدولت جب براق بادپا پر تھے سوار
فرش نوری ہر قدم پر تھی برابر چاندنی

کھل گئی جاتے ہوئے جب کاکل عنبر فشاں
ہو گئی فیضان نکہت سے معطر چاندنی

کیا کہوں جلوہ تھا کیا صلی علیٰ صلی علیٰ
رہ گئی تھی دیکھ کر حیران ششدر چاندنی

ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھیرا براق
بن گئے قندیل تارے فرش بلور چاندنی

جلوہ گر تھا نور شاہ دو جہاں قندیل میں
حق نے نورانی بنایا تھا مکان قندیل میں

آیت لولاک سے ظاہر تھی عظمت آپ کی
سب سے پہلے تھا یہی نور نہاں قندیل میں

آدم و حوا نبی اور اولیا کا حال سب
آپ کو معلوم ہوتا تھا وہاں قندیل میں

جلوہ اس محبوب کا اپنے خدائے دو جہاں
دیکھتا تھا شاد ہو کر ہر زماں قندیل میں

جو اترتے تھے صحیفے حال ان کا من و عن
آپ پر اللہ کرتا تھا عیاں قندیل میں

مصلحت کچھ تھی خدا کی ورنہ وہ نور عظیم
یوں بھلا ساقی سماتا تھا کہیں قندیل میں

فلک پہ دھوم تھی شاہِ دو عالم آنے والا ہے
گئے روح الامیں میں خود براق باد پا لے کر
ہجوم نجم سے تھی صورت آرائش محفل
زباں کھولی ہے زہرہ مشتری نے مدح خوانی کو
کیا آراستہ ہے گلشن جنت کو رضواں نے
کھڑے ہیں صف بہ صف قدسی ادب سے اپنے موقع پر
سراسر لفظ نعتِ احمدی سے دُر ٹپکتا ہے
ہوئی کافور نورِ مصطفےٰ سے شرک کی ظلمت
صفاتِ ذاتِ احمد لکھ سکوں کیا میری طاقت ہے
وہ ہی ہیں پاک دل ہیں جسکو وردِ کلمہ طیب
آپ کو دیکھا ملک بولے کہ ہاں یہ ہی تو ہیں
ہے نزول آیت لولاک جن کی شان میں
لا کے ایماں دل میں باہم مل کے کہتے تھے یہود
معجزہ شق القمر کا دیکھ کہتے تھے سب
سبھی ہمسر میں چرچا تھا جن کو جبرئیل
آپکے اوصاف سن کر دل لگے کہتے ملک
تھا شب معراج نبیوں کی زباں پہ برملا
کرینگے سایہ حشر میں امت پہ فرمائینگے آپ
دار آخر [illegible] دل ساقی نہ ہو

مدینہ کی زمیں سے عرش اعظم تک اجالا ہے
فرشتوں نے نیا اک شاہ نورانی نکالا ہے
ہر ایک جا چاندنی کر فرش کا نقشہ نرالا ہے
اوجالا شمعِ ماہِ منور کا دوبالا ہے
تنِ حورِ بہشتی نور کے سانچے میں ڈھالا ہے
بہم مل کے تختِ عرش کاندھوں پر سنبھالا ہے
لکھا جو دائرہ ہے وہ مہ کامل کا ہالا ہے
سیاہی سے ندامت کی دلِ کفار کالا ہے
خیال اہل دانش جب یہاں مکڑی کا جالا ہے
لکھی معراج جس نے اس کا ساقی بول بالا ہے
احمد مرسل شہ شاہنشہاں یہ ہی تو ہیں
باعث ایجاد وہ جانِ جہاں یہ ہی تو ہیں
مظہر نورِ الٰہی بے گماں یہ ہی تو ہیں
بالیقیں دانائے اسرار نہاں یہ ہی تو ہیں
آج کی شب جنکے لائے ہیں یہاں یہ ہی تو ہیں
حشر میں جو دینگے امت کو اماں یہ ہی تو ہیں
پیشوا و سرور پیغمبراں یہ ہی تو ہیں
بخشدے یارب تیرے وابستگاں یہ ہی تو ہیں
ماہمہ ابر فرو سما کون و مکاں یہ ہی تو ہیں

جب سے عشقِ نبی سے مجھے مستی ہوگی — بیخودی ہوگی بلندی نہ یہ پستی ہوگی

بزمِ عشاق میں جب بادہ پرستی ہوگی — یاد میں ساقیِ کوثر ہی کے ہستی ہوگی

ہند سے کھنچے جاتے ہیں ہزاروں عشاق — جنبشِ دل اب تو مدینہ میں بھی بستی ہوگی

جیتے جی روضۂ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا — روح جنت میں بھی ہوگی تو ترستی ہوگی

میں اگر خاک نشینِ درِ احمد ہوں گا — رفعتِ عرش کی ہمسر میری پستی ہوگی

وصلِ محبوبِ خدا ہووے گا رفتہ رفتہ — جنس یہ وہ ہے کہ برسوں میں بھی سستی ہوگی

کشتۂ عشقِ محمد کی ہے پہچان یہی — خاکساری سرِ تربت پہ برستی ہوگی

عاشقِ زارِ محمد میں ہوا پیری میں — ہستیِ خضر سے کیا کم مری ہستی ہوگی

مے کشو ہے کرمِ ساقیِ کوثر جن پر — لب پہ اُن کے صفتِ بادہ پرستی ہوگی

سرورِ دیں کی ملی دولتِ دیدار جسے — پار اس کے نہ پہنچتی بھی دستی ہوگی

حسرتِ دید ہے پیری میں خبر لو کہ اجل — اپنا زین توسنِ ایام پہ کستی ہوگی

رہ جو امسال گئے عزمِ مدینہ کر کے — ان کی تقدیر پہ تدبیر بھی ہنستی ہوگی

پی گیا بھر کے جو جامِ مئے [illegible] احمد — اس کی مستی کو نہ ہرگز کبھی پستی ہوگی

جب ہم ہوں گے کبھی عاشقِ اللہ و رسول — وہاں عجب صحبتِ ہستی و الستی ہوگی

نعت لکھتا ہوں مگر شرم مجھے آتی ہے — کیا میری اُن کے لئے جو انہیں مستی ہوگی

کچھ غرض جنت و دوزخ سے نہیں ہے ساقی
ان کے مستوں کے لئے اور ہی بستی ہوگی

مہاراجہ سرکشن پرشاد کی نعتیں

ہز ایکسلنسی مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت کے سی آئی ای وغیرہ مدار المہام اعلیحضرت شہریار دکن کے متعلق حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے ستمبر ۱۹۲۲ء کے رسالہ "دین و دنیا" میں سیاحت دکن کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خاص انداز میں چند سطریں لکھی تھیں ہم ان کا ضروری خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں:-

"درمیانہ قد، گورا رنگ مصحفی چہرہ، سوچنے والی آنکھیں جسم سپاہیانہ و سڈول آواز بولنے میں شیریں اور فولاد کی صدا سے ملتی جلتی۔ اور حکم دینے میں پرہیبت گونج دار، عمر پچاس سالہ سے زیادہ، وہ اپنے چہرے پر قابض ہیں۔ اعصاب کی باریک جنبشیں بھی اُن کی مطیع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دل کے جذبات و حالات کو ان کے چہرے سے معلوم کرنا آسان نہیں ہے۔ میں چند سکنڈ میں صورت دیکھتے ہی ہر شخص کی اندرونی خواہش کو معلوم کر لینے کا ملکہ رکھتا ہوں لیکن کشن پرشاد کے اندرون کو سمجھنے میں بعض اوقات ناکامی ہوتی تھی۔

وہ سپاہی ہیں اور مجروح بھی۔ شاعر ہیں، اور ممدوح بھی۔ مدبر ہیں اور بنے ہوئے انجان بھی۔ سب خبریں رکھتے ہیں مگر بے خبر نظر آنا چاہتے ہیں انگریزی۔ عربی۔ فارسی ہندی اور ہندوستان کی اکثر زبانیں جانتے ہیں۔

سلہ ۱۹۲۸ء میں آپ کی عمر ۵۶-۵۷ سال کے قریب ہے۔

فن قرأت سیکھا ہے۔ تلاوت کرتے ہیں۔ گیتا۔ رامائن اور گرنتھ صاحب کے واقف ہیں۔ دنیا اور دین کی ہر چیز کو معلوم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں البتہ اہل دنیا و دین کو اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہونے دیتے۔

مجذوبوں کے معتقد ہیں۔ دکن کے ہر مجذوب کی آخری پناہ ہے ہیں مرنے کے بعد بھی مجاذیب ان ہی کے مکان میں دفن ہوتے ہیں۔ ہر فقیر نما شخص سے عقیدتمندانہ ملتے ہیں۔ وہ ادنیٰ ادنیٰ درویش سے انجان بن کر اسرار تصوف دریافت کرتے ہیں۔ حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ واقفیت سلوک کی انکو حاصل ہے۔

ان کے مذہب کی بابت ہر شخص کو تلاش ہے۔ مگر متلاشی وہی اشخاص ہیں جن کو اپنے مذہب کی خبر نہیں ہے۔ ورنہ معلوم ہوجاتا کہ کشن پرشاد کا مذہب اللہ ہے۔ جو خشک کا اللہ ہے تو تر بھی اسی کی مخلوق ہے۔ خیر کا اللہ ہے۔ تو شر بھی اسی سے ہویدا ہے۔ فوق کا اللہ ہے تو تحت بھی اسی سے نمایاں ہے۔

کشن پرشاد کو سلطنت دکن اور اس کے مالک سے ایسا تعلق ہے۔ گویا ان کی روح کے ساتھ وہ تعلق بھی امر رب بن کر پیدا ہوا ہے۔ وہ بادشاہ کی سلامتی اپنے اقتدار سے زیادہ ملحوظ رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ اس قدر بڑھتے ہیں کہ بشری خودداری پر حرف آنے لگتا ہے"

مہاراجہ بہادر کو شاعری میں حضرت آصف غفران مکان علیہ الرحمۃ (اعلیحضرت میر محبوب علیخاں بہادر مرحوم فرمانروائے دکن) سے شرف تلمذ ہے۔ آپ کی تصانیف کی فہرست جو نظر سے گزری ہے اس میں ۷۰ کتابوں کے نام ہیں۔ ابو الاثر حضرت حفیظ جالندھری کی عنایت و نوازش سے چند کتابیں ان میں سے میری نظر سے بھی گزر چکی ہیں۔ ان میں غزنامی کی یہ تقریریں

بھی ہیں۔ بزمِ خیال بھی ہے۔ آپ نے ایک نعتیہ دیوان بھی لکھا۔ جو دو دفعہ چھپ چکا ہے۔ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری سے آپ کی عقیدت مشہور خاص و عام ہے مثنوی آئینۂ وحدت میں فرماتے ہیں ؎

معینؒ است ایمان وہم جان من
عزیز است چوں جان و ایمان من

روا نیست گفتن خدا ایشں مگر
خداوند گفتن سزاوار تر

معینؒ است واللہ جان نبیؐ
دریں دار فانی نشانِ نبی

اگر ہندوم خاص ہندوئے او
بود قبلۂ جانِ من کوئے او

زسیم محمدؐ ز عین علیؓ
معینؓ را عیاں ہست شان جلی

آپ نے جس طرح سری رام چندر جی سری کرشن اور بابا نانک صاحب کی شان میں نثر و نظم کے مضامین لکھے ہیں، اسی شوق اور اسی خلوص کے ساتھ آپ نے آنحضرت صلعم حضرت علیؓ حضرت امام حسینؓ، خواجہ معین الدینؒ چشتی، حضرت گیسو درازؒ گلبرگہ شریف وغیرہ بزرگان اسلام کی شان میں مدحیہ قصائد اور عقیدتمندانہ اشعار لکھے ہیں۔ آپ کا مذہب صلح کل ہے اور آپ ہر مذہب کے بزرگوں کا احترام و ادب کرنا اپنے مذہب کا اصل اصول سمجھتے ہیں۔ آپ کو کوئی ہندو کہے یا مسلمان اس سے آپ کو کوئی غرض نہیں ؎

واعظِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

آپ کی چند نعتیں جو دستیاب ہو سکی ہیں درج ذیل ہیں :۔

(۱)

بلوائیں مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ
جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ

وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوب خدا ہیں
کعبہ سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شانِ مدینہ

روکیں گے نہ دربار میں جانے کے لئے شاد
پہچانتے ہیں سب مجھے دربانِ مدینہ

ہے احدِ بے میم کا دربار مقدس
جو عرشِ خدا ہے وہ ہے ایوانِ مدینہ

ہے قبرِ نبی ہی سے یہ عزت و اجلال
قالب ہے مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ

لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمدؐ
تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ

دیکھے جو نکیر کو مرے عشقِ نبیؐ میں
سکتے میں رہے نرگسِ بستانِ مدینہ

کھولے درِ جنت کو یہی کہتا ہے رضوان
بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ

نشہ ہے وہ اُن کو جو اترتا ہی نہیں ہے
توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ

خاکِ رہِ یثرب کو بناؤں گا میں سُرمہ
دیکھوں گا ان آنکھوں سے جو میدانِ مدینہ

اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس
باقی کہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ

کیوں میری شفاعت میں بھلا دیر لگے گی
کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں
پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ

کیا مجھ سے ثنا ہو سکے اک مور ہوں ادنیٰ
اعلیٰ ہیں وہی جو ہیں سلیمانِ مدینہ

مومن جو نہیں ہیں تو ہیں کافر بھی نہیں شاد
اس رمز سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

(۲)

سرورِ قہر کون و مکان شاہنشاہِ دنیا و دیں
احمدؐ محمدؐ مصطفےٰؐ محبوبِ ربّ العالمیں

ہیں سالکِ راہِ رضا ہیں مالکِ ملکِ خدا
ان کیلئے سب کچھ ہوا خورشید ماہ چرخ بریں

یہ سیّدِ لولاک ہیں معصوم ہیں اور پاک ہیں
یہ تدرک ادراک ہیں موجدِ دنیا و دیں

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ خیر الوریٰ خیر الہدیٰ
نورِ خدا بشانِ خدا شہنشہ کرسی نشیں

ختم النبی فخر رسل ہیں باعثِ ہر جزو و کل
سلطانِ دیں ہادی السبل ہیں رحمۃ للعالمیں

اک کنزِ مخفی تھا خدا حضرت نے ظاہر کر دیا
حامیِ ملت ہیں ہی ماحیِ بدعت ہیں ہی
مفتیِ احکامِ خدا۔ اکرم ہیں باکرامِ خدا
وحدت کے مظہر ہیں ہی۔ کثرت کا مصدر ہیں ہی
مخلوق میں یکتا ہیں یہ۔ کثرت میں بے ہمتا ہیں یہ
اللہ کی آیت ہیں یہ۔ اللہ کی حجت ہیں یہ
اسبابِ عالم کا سبب۔ اعلم ہیں پر اُمّی لقب
بسم اللہ قرآن کن دیباچۂ علم و سخن

اب خلق خلقت سے کھلا یہ رازِ رازِ ماوطیں
علمِ شریعت میں ہی ہیں یہ طریقت آفریں
ملہم بالہامِ خدا ہیں مہبطِ روح الامیں
مطلوبِ واحد ہیں ہی۔ ہیں یہ حبیب العالمیں
کیا جانے کوئی کیا ہیں یہ انکا کوئی ہمسر نہیں
اللہ کی رحمت ہیں یہ۔ ہیں رحمۃ للعالمیں
جبرئیل کرتے ہیں ادب ایسے ہیں یہ بالا نشیں
سردفترِ علم لدن سرچشمۂ دنیا و دیں

(۳)

کانِ عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
باندھ کے سر پر سبز عمامہ کاندھے رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ترا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا پتی پتی
مہر و مہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیاروں کا
تیرے عرق میں گل کی بو۔ قامت تیرا سروِ جو
بس گئیں کلیاں طیبہ کی بھاگ کھلا گلزاروں کا

اُمّی گو سب کہتے تھے علم لدُنی کا تھا علم
راز بھرا تھا سینے میں قرآن کے تیسوں پاروں کا
بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملت کے
کثرت وحدت میں ہے جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا
کسب تجلی کرتے تھے چاروں ایک ہی مہر نبوت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چاروں یاروں کا
بادۂ عرفاں دیتا ہے ساقی وحدت کے میخانہ کا
شاد و مقدر فضل خدا سے جاگا اب مے خواروں کا

(۴۲)

جب نور احد کا آ چمکا اس دل کے درباروں میں
وحدت آئی کثرت میں یار ملا اغیاروں میں
رنگ دکھایا ایسا اچھوتا اب تک نہ کسی نے دیکھا تھا
گل میں گُل میں کوہ بیاباں در میں اور دیواروں میں
واہ رے کالی کملی والے ملک عرب کے راج دُلارے
روح بدن میں جیسے چھپی ہے ایسے چھپا تھا غاروں میں
ملک عرب میں ہوا پیدا سرور ساری خدائی کا
کون ہوا ہے آج تک ایسا سرکاروں میں سرداروں میں
جگ سے الگ اک پنتھ بنایا سب دلوں پر قابو پایا
ایسی محبت ایسی الفت دیکھی نہیں غم خواروں میں

خلقِ مجسم کہتے ہیں جس کو ذات مبارک تھی اس کی
دلبر بن کر دل کو لبھایا ایسا رہا دل داروں میں
عالم فاضل اہلِ دانش سب نے سب کو رازِ خدا کا
بتلا دیا باتوں باتوں میں اور اشاروں میں
بھر کے پلا دے جام محبت بھٹی تری آباد رہے
گنتی لگا دے میرے داتا اپنے ہی مے خواروں میں
شادؔ رہے گی جب تک دنیا نور رہےگا باقی اس کا
باغ و صحرا دیر و حرم میں ارض و سما سیاروں میں

(۵)

مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو   چھین لیو من کو اور تن دھن کو
مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو
مکھ پر ڈار کے بھیس کا پردا   موہ لیو سارے بندرا بن کو
مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو
ذات و صفت کا وہ ہی دھنی ہے   اپنا کیو واکے سنگھاسن کو
مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو
آکر جگ میں بہروپ لیتو   کا کہوں گوئیاں من موہن کو
مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو
بار بار آوت ہے یہی من میں   شادؔ گلے سے لگاؤں ساجن کو
مورا البیلا کا بسیا چھین لیو من کو

من ابھلاکھ بڑھایو دَیّا

تھرے آئی ہوں دَر دَ جوا پر ستیاں آج بھکارن ہو
منسا موری یہ ہے کر جو گھٹ تھری مورا سکن ہو
من ابھلاکھ بڑھایو دیّا

تن من واری سائیں پر اور دھن دولت سب تج دینی
لٹ چھٹکائے بھبوت ملے چو دیس پھرت ہوں جوگن ہو
من ابھلاکھ بڑھایو دیّا

جب حشر کے دن ہم تم جائیں دربار میں اپنے مولا کے
شاد کی منسا یہ ہے ساجن ہاتھ میں تھرا دامن ہو
من ابھلاکھ بڑھایو دیّا

(۶)

محمد ہست پیغمبر بلاشک	بود نورے ز نورِ ذاتِ جبار
بظاہر گرچہ احمد عبد باشد	ولے سرّیست او از جملہ اسرار
ز مہر مہر آں ذاتِ مقدس	ز مشرق تا بہ مغرب رفت انوار
بدشمن ہم نداد آزار احمد	تعالی اللہ شہ ممدوح جبار
چو اعدا عرصہ بروے تنگ کردند	دعائے نیک کرد او پیش دادار
ثنائے ذات او از من محال ست	کجا ذرہ کجا مہر ضیا بار
نبودے خلق گر در ذاتِ احمد	نہ گشتے دین او شائع بامصار
بدام حسن خلقے صید کردہ	جہانے را بلا اکراہ و اجبار

دهد توفیق ما را حق تعالیٰ　　شود این طالع خوابیده بیدار
محمدؐ چوں ترا هادی ست باید　　نیازارے دل کس اے نکوکار
زبان خود مکن آلوده هرگز　　به سب و شتم و غیبت وقتِ گفتار
به ذکر و فکر و قرآن و ریاضت　　صفائی قلب خود اے جاں بدست آر
تو چوں واصل شوی در ذاتِ بے چوں　　نیابی فرق در خویش و در اغیار
اگر احوال نبیؐ بنگر به انصاف　　نیاید غیر جز تو در نظر یار
دل خلقِ خدا را اے خردور　　بدست آر و بدست آر و بدست آر
نه مسلم اگر خلقت نه باشد　　متاع خلق اے دانا نگهدار
بود این مقصد قول همه اوست　　چو خالق خلق را هم دوست پندار
ببیں آں پیمبر را که در خلق　　چساں کرد ندار داج خود ایثار
رضا و صبر و خلق و حلم باشد　　برائے صوفی و درویش و دیں دار
همه اصحاب با تمکین احمدؐ　　مثل گشتند در گفتار و کردار
ز حسن خلق گر دوری تو والله　　نه مسلم ازیں دعوی شوی خوار
نه انساں اگر خلقت نه باشد　　چو حیوانی ز تو انسان کند عار
بصورت گر تو انسانی چه حاصل　　به سیرت نیک باش و نیک کردار
چو نیکاں خلق باید کرد پیدا　　کزیں خوشتر نباشد وضع اخیار
بیانِ یک صفت صدها صفات است　　کزاں گردد به انساں کشف اسرار
شعار خود مکن گر زیں صفت ها　　نباشی سخت گوئی و نے جفاکار
نزره یا بدبتر تو تعصّب　　نباشی تو ریاکار و دل آزار

ز سنگ و خشت نبود کعبهٔ دل / نه تعمیرش شناسی و نه معمار

تو نشنیدی همه اولادِ آدم / بهم دارند چوں اعضاء مرد کار

نه پنداری که خضرِ راهِ هستی / تو ره گم کردهٔ اے محوِ پندار

تو شیخی یا که پیری از خرد دور / نصیحت گیر از مردانِ ابرار

فدائے اهلبیتِ احمدم من / خورم سوگند پاکِ ذاتِ غفار

حسینؓ ابنِ علیؓ روزے ز مسجد / بسرِ چشمه یکے را دید اے یار

وضو مے کرد نے جا آب می ریخت / تو اعدرا نمی دانست زنهار

تبسم کرد آں مختارِ کوثر / بدو گفتا بیار آب اے نکوکار

وضوءِ من ببیں با چشمِ تحقیق / خطا گر مے کنم آگاه کن یار

وضوءِ شاه را چوں دید درویش / بیکایک شد ز سرّ آں خبردار

چو گردید از خطاءِ خویش آگاه / پشیماں شد ز کارِ خود نکوکار

هدایت شد ازیں تعلیم او را / خطاءِ خویش را خود کرد اقرار

تو بودے گر بجائش اے جفاجو / بعنفش مے کشیدی بر سرِ دار

تو نشنیدی چه فرمود است احمدؐ / بیاران نکوخوے و نکوکار

که معبودانِ کفار اند اصنام / نباید زشت گفتن پیشِ کفار

نمی رانی اگر کوئی بدِ شاں / همان دشنام برگردد بجبار

دل و جانم فدایت یا محمد / بنی الله هستی غیر انکار

شنو اے شیخ پندے گیر از من / مرنجانید کس را شاه ابرار

عجب از خلقِ تو اے شیخ خوشخو / موحد را تو بشماری ز کفار

هذاک الله گر تو فطرت ہمیں است / بقدر ظرف آب تست پندار
چہ نسبت خاک را با عالم پاک / کجا احمد کجا شیخ جفا کار
چہ کرد آں احمد مرسل بہ مہماں / کہ بود او شیخ گستاخ و بد اطوار
ردائے خویش ما نجو دشمنے شو کرد / پلیدش کرد چوں مہمان بدکار
زہے صبر و زہے خلقِ محمدؐ / زہے آل و زہے اصحاب ابرار
مطیعم من بہ دل الحق مطیعم / چنیں باشد اگر اسلام اے یار
نہ اسلامے کہ شیخم دعوتش کرد / جگر سوز است و جانفرسا دل آزار

مہاراجہ کشن پرشاد کے نعتیہ قطعات

نعلین رسول چتر شاہی میرا / سر تاج یہ تاج کجکلاہی میرا
میں حمد خدا و نعت گوئی میں ہوں شاد / ہو خاتمہ بالخیر الٰہی میرا

جلد آئے میرے واسطے وہ دن مولا / جاؤں میں کہیں ہند سے سوئے بطحا
اور روضہ پہ جا کر یہ کہوں بادل شاد / یا سید مکی مدنی صلی علیٰ

توحید جو پوچھو تو ہے مذہب میرا / عاشق ہوں محمدؐ کا خدا کا بندا
وہ دین میں عزت ہے یہ دنیا میں شاد / آصف کا غلام ہو کے رتبہ پایا

میخوار ترے عشق کے ہر دم ہیں مست / مستی نہ ہو کم ان کی طبیعت نہ ہو پست
خم منہ سے لگا رہے ترے مستوں کا / اے ساقیٔ کوثر ہو یہی بندوبست

ان آنکھوں سے اللہ کا جلوہ دیکھوں / یا نورِ محمد کا تماشا دیکھوں
آئینہ کی صورت مجھے حیرانی ہے / اس عکس میں شاد کیا کیا دیکھوں

احمدؐ شہِ لولاک شہ عرش نشیں ہیں
دریائے شریعت کے وہی دُرِ ثمیں ہیں

کیا نعت بھلا شاؔد ادا مجھ سے ہوا تھی
دنیا کے وہ سردار ہیں سرورِ دیں ہیں

کیونکر ہو نعت سرورِ عالیجناب کی
ذرّے سے مدح کیا ہو بھلا آفتاب کی

بعد خدا ہے آپ ہی کی ذات مستطاب
وہ شان ہے ہمارے رسالت مآب کی

پنڈت ہری چند اختر ایم۔ اے کی نعتیں

پنڈت ہری چند صاحب اختر ۵ اپریل ۱۹۰۱ء کو اپنے وطن قصبہ ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کی منزلیں اپنے وطن اور اپنے ضلع ہی میں طے کیں۔ پندرہ سال کی عمر تھی کہ (۱۹۱۶ء میں) شاعری کا شوق ہوا۔ ابوالاثر حضرت حفیظ جالندھری سے شرف تلمذ ہے۔ مبدءِ فیاض نے آپ کے دل و دماغ کو مذاقِ سخن اور شوقِ جزنظم کی نعمت عطا کر رکھی تھی۔ اس لئے لاہور کے مشاعروں اور علم دوست حلقوں میں آپ نے خوب نام پیدا کیا۔ گزشتہ سال ایم۔ اے کے امتحان میں بھی کامیاب ہو چکے ہیں۔ نعت رسولِ اکرمؐ میں آپ کا جو کلام ملا ہے۔ وہ شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اِک عربؐ

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا؟

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا!

کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا؟

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا؟

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا؟
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا؟

سبز گنبد کی کشش

وسعتِ مشرب سے ہیں اک مخزنِ اسرار ہم
کفر ہم - اسلام ہم - تسبیح ہم - زنار ہم

ہم مکیں کی جستجو میں وہ مکاں کے پھیر میں
طالبِ جنت ہی زاہد طالبِ دیدار ہم

قبر میں اترے گا جا کر اپنی غفلت کا خمار
یعنی خوابِ مرگ ہی سے ہوں تو ہوں بیدار ہم

دولتِ دیدار ہی حاصل نہیں تو حیف ہے
گو کہ ہیں زردار لیکن پھر بھی ہیں نادار ہم

سبز گنبد کے اشارے کھینچ لائے ہیں ہمیں
لیجئے دربار میں حاضر ہیں اے سرکار ہم

یاالٰہی کس طرف کو ہے مرا عزمِ سفر
خضر کہتے ہیں کہ ساتھ آئیں ذرا سرکار ہم

نامِ پاکِ احمدِ مرسل سہی ہم کو پیارا ہے
اس لئے لکھتے ہیں اختر نعت میں اشعار ہم

نعتیہ اشعار بوادی صاحبہ

(شریمتی) بوادی اہلیہ سردار بوڑ سنگھ صاحب بیر۔ امرتسر

میں کس لئے نہ یوں زیست سے بیزار ہو گئی
میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی

فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنون کر دیا
میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی

کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی
شکرِ خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی

اخلاقِ احمدی نے ہی حیراں کیا مجھ کو | بی۔ ڈی غلامِ احمدِ مختار ہو گئی

پیغامِ عمل

(از بوا دتی صاحبہ)

وقتِ بیداری ست اے دل زود کن بیدار شو
دور کن اندازِ غفلت چابک و ہشیار شو
خواہرانِ ملک اکنوں حامیانِ علم اند
تو ہمیں بہرِ خدا کوشاں و خدمت گار شو
فرقۂ نسواں چرا در ہند خواری و ذلیل
زور کن با حکمِ یزداں حاکم سردار شو
آرزوئے جلوۂ دیدار گر بی ڈی تراست
عرض من دارم نثارِ احمدِ مختار شو

اخلاقِ محمدی

(از جناب بابو شمبھو دیال صاحب دانش)

ایک دن حضرت محمد مصطفےٰ | بانیٔ اسلام فخرِ انبیاءؐ
پھر رہے تھے جنگلوں میں گھومتے | پھرتے پھرتے آپ جب کچھ تھک گئے

تو وہیں پر ایک جھاڑی کے تلے
بے تکلف بے غل و غش سو گئے

ہم رکابی میں کوئی حاضر نہ تھا
کوئی نوکر نہ تھا نہ کوئی آشنا

آدمی کا تو وہاں مذکور کیا
آپ کے ہمراہ سایہ تک نہ تھا

تھی فقط اک ذاتِ اقدس آپ کی
سایہ افگن یا خدا کی شان تھی

اتفاقاً ایک دشمن آپ کا
چلتے پھرتے اس طرف کو آگیا

اس نے جب دیکھا انھیں غافل پڑا
تو وہ اپنے دل میں بجد خوش ہوا

کھینچ لی تلوار فوراً میان سے
مستعد تھا قتل کرنے کے لئے

اتنے ہی میں یہ خیال آیا اسے
کیا انھیں یوں قتل کرنا چاہیئے

ایک غافل آدمی کو مارنا
کیا شجاعت کا یہی ہے مقتضا

سوچ کر یہ کر دیا بیدار انھیں
اور عالی ہمتی کے جوش میں

اس طرح للکار کر کہنے لگا
لے بتا اب کون حامی ہے ترا

کون اب تجھ کو بچانے آئے گا
لے بتا وہ ہے محافظ کون سا

میں بھی دیکھوں کون ہے وہ غمگسار
کون سا آتا ہے بن کر جاں نثار

دیکھ جوہر اب مری تلوار کا
اب کئے دیتا ہوں تیرا خاتمہ

سن کے اتنی بات شاہ بحر و بر
کانپ اٹھے غصہ میں شل شیرِ نر

تند لہجے میں کہا اے بد یقیں
میرا حامی ہے وہ رب العالمیں

جس نے لفظ کن سے یہ سارا جہاں
یہ بیاباں یہ زمیں یہ آسماں

یہ گروہ [illegible] آدمی پیدا کئے
چاند سورج حکم ہے جن کے لئے

پتے پتے سے عیاں جس کا جمال
ذرے ذرے میں نہاں حسن کمال

تو مجھے اور قتل کر ڈالے بھلا
تیری یہ تلوار اور میرا گلا

تیری کیا بنیاد کیا ہستی تری
کیا شجاعت کیا جوانمردی تری

مجھ کو اے نافہم تو سمجھا ہے کیا
ہوش میں آ ہوش میں، بکتا ہے کیا

وار کر! رکھتا ہے کچھ ہمت اگر
لے اٹھا موجود ہے یہ میرا سر

تجھ سے جو کچھ بھی کیا جائے وہ کر
رہ نہ جائے تیری کرنی میں کسر

جب یہ استقلال دیکھا آپ کا
دل کے دشمن پر اثر ایسا پڑا

چھا گیا اس پر وہ رعب احمدی
اپنے آپے کی نہ کچھ سدھ بدھ رہی

ہاتھ سے تلوار فوراً گر پڑی
مارے ڈر کے اس کی گھگی بندھ گئی

بس ادھر تلوار کا گرنا ہوا
تھی ادھر حضرت کی مٹھی میں قضا

اور فرمایا کہ اے غفلت شعار
تو نے دیکھی رحمت پروردگار

تجھ کو جس شے پر بہت کچھ ناز تھا
جس کے برتے پر یہ دم خم تھا ترا

دیکھ وہ قبضے میں کس کے آ گئی
مردنی چہرے پہ کس کے چھا گئی

اب بتا کٹنے کو کس کا ہے گلا
کس پہ ہو گا وار اس شمشیر کا

اب کہاں وہ لن ترانی ہی تری
وہ جوانمردی کہاں جاتی رہی

تو بتا اب تیرا حامی کون ہے
تیرا اس جنگل میں ساتھی کون ہے

بول اے کمبخت بت کیوں بن گیا
دیکھ کر تلوار کو کیوں کانپ اٹھا

کیوں ذرا سا منہ نکل آیا ترا
موت سے پہلے ہی تو کیوں مر مٹا

تو بھی منہ سے کیوں نہیں کہتا وہی
سن چکا ہے میرے منہ سے جو ابھی

پھینک کر تلوار فرمایا یہ لے
اور کہہ اپنے دل پر درد سے

مجھ کو بھی ہے اب اُسی کا آسرا
اب وہی میری مدد کو آئے گا

بن رہا تھا جو ابھی تیری سپر
تھا بھروسہ جس کو تیری ذات پر

اس نے جب دیکھی یہ عالی ہمتی
اور یہ تقریر آں حضرت سنی

ہو گئی اس کی تو کچھ حالت ہی اور
ہو گئی اس کی تو کیفیت ہی اور

کیا کہوں کیا اس کا حال زار تھا
رو رہا تھا ان کے قدموں پر پڑا

رسول عربیؐ

(از چودھری دلو رام صاحب کوثری)

درجہ ہے سب رسولوں سے بڑھ کر رسولؐ کا
ثانی کوئی نہیں پسِ داور رسولؐ کا

مختار کائنات تھے لیکن یہ زہد تھا
بوسیدہ بوریا رہا بستر رسولؐ کا

کہتے ہیں جس کو عرش بریں جملہ قدسیاں
اپنی نگاہ میں ہے وہ منبر رسولؐ کا

انگلی کے اک اشارے سے شق القمر کیا
کتنا ہے اختیار فلک پر رسولؐ کا

امی لقب اگرچہ تھا اس شاہ کا مگر
تھا صدرِ علم صدرِ منور رسولؐ کا

مصر و عرب میں روم میں ایراں میں ہند میں
پھیلا جہاں میں علم سراسر رسول کا

قرآن پاک معجزہ بے مثال ہے
دنیا میں فیض ہے یہ برابر رسول کا

سایہ نہ تھا جناب پیمبر کا اس لئے
کوئی زمانے میں نہ تھا ہمسر رسول کا

کیوں کوثری مجھے ہو طلب عز و جاہ کی
کیا کم ہے یہ شرف ہوں ثناگر رسول کا

شعرائے لاہور کی نعتیں

۱۸۸۴ء میں لاہور میں چار مشاعرے ہوئے تھے۔ ان مشاعروں میں عاشقانہ مصرع طرح کی بجائے نعتیہ مصرع طرح طبع آزمائی کے لئے دیا جاتا تھا۔ وہ زمانہ آج کے زمانہ سے بالکل مختلف تھا۔ ہندو مسلمانوں اور مسلمان ہندوؤں کے بزرگوں کا ادب، احترام کرتے تھے چنانچہ ان مشاعروں میں ہندو شعراء بھی آنحضرت صلعم کی شان مبارک میں قصائد اور نظمیں کہہ کر لاتے تھے یہ چاروں مشاعرے کتابی صورت میں دیوان نعتیہ لاہور کے نام سے چھپ چکے ہیں اور آج گو نایاب ہوں لیکن کمیاب ضرور ہیں۔ ہم مصر رام داس صاحب قابل کا طویل فارسی قصیدہ۔ اور لالہ تارا چند صاحب تارا اور لالہ اردور رائے صاحب راے کی نعتیں۔ ان کی ارواح مقدسہ پر تحسین و شکر گزاری کے پھول نچھاور کرتے ہوئے ذیل میں درج کرتے ہیں:-

قصیدۂ نعت مصر رام داس صاحب تخلص قابلؔ (لاہوری)

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ چہارم صفحہ ۵۰ تا ۵۳ مطبوعہ مطبع خورشید عالم لاہور)

نور اول کرد تا صبح ازل جلوہ گری
جلوہ گر شد زو سپہر و ماہ و مہر و مشتری

تا ز رب العالمیں شد رحمۃ للعالمیں
تازہ جان آمد بجان مردم و دیو و پری

تا پسندید ایزد اندر پیکر آدم ظہور
آمد اندر نسل آدم با طراز پیکری

تا نقاب عنصری پوشید حسن کبریا
دلبری ہا کرد نازاں در جہان عنصری

یعنی از مہر و کتاب و شرع و اعجاز حدیث
انتظام ہر دو عالم کرد عالم پروری

پست مینش درگہ والائے او بالائے عرش
نیست بالاتر کس از وے زیبدش والاتری

ہم مطیع حکم یزداں ہم مطاع دو جہاں
کرد یزداں بر اطاعتش جہاں را رہبری

با خدا فرمانبر و فرماں دہ ملک خدا
کردہ کونینش بفرمان خدا فرمانبری

داور با او کہ یارد کرد دارائی برد
داور داد آں داراں دارائی بہر داوری

چوں بہ رنگ آمد شد احمد در بہ بے رنگی احد
میم حائل درمیان بندگی و داوری

غوث و اقطاب و امام ابدال و اوتاد کرام
شش ہزار و شش صد و شصت و شش اند لشکری

عہدہ داران نظام ہفت کشور بر زمیں
زیر فرمان شہ کونین در خدمت گری

ہمچو خورشید آشکارا بر فلک شق القمر
چند گویم معجزاتش چوں شمار اختری

معجزان دیگراں عاجز بر اعجاز او
با ید موسیٰ چہ تابد دست سحر سامری

حکم او عین عدالت محض حکمت رائے او
عفو و عفت کردہ بر اوج فضائلش نیری

از شجاعت دادہ زرتے تخت رخشی اشتہار
وز قناعت سکندا الفقر فخری شعری

جلوه گاه او زمین و سیرگاهش آسمان — لامکان آرام گاه لایزالی گوهری
رفعت شانش عیان است از شب معراج او — گر به سبحان الذی اسری بعبده بنگری
شهسوار آسمان پیما براق برق سم — یافت از خلاق عالم بر دو عالم سروری
سرمهٔ چشم ظفر گردیده گرد آن رکاب — هم عبیر از بهر زلف زهره و حور و پری
اخترانش در رکاب و جبرئیلش در جلو — انبیاء در موکب و چرخ مکوکب لشکری
انجم گردوں به گردوں انجمن آراسته — کرده بر بهر نثارش طشت هائی گوهری
یک نگاهش را فدا حوران گلزار جنان — لیک مازاغ البصر بر دیده کردش محجری
گر کند پرواز در اوج علو شان او — روح اعظم را کجا یارائے بال طائری
طائران سدره را خود سدره باشد منتهی — منتهائے سیرگاهش لامکان در برتری
خیل حوران و ملائک اختران و انبیاء — در هوائے او در ثنائے او در رضا و چاکری
اے بفرق تو همایون تاج لولاک از ازل — وے بذاتت تو مزین مسند پیغمبری
برگزیده از هر دو گیتی ذات حق ذات ترا — تا به شان تو طراز در دو سرا سروری
ملجائے اهل زمین و مهبط روح الامین — شافع روز یقین پیغمبران را افسری
کمترین بندگانت بندگان را مے دهد — دولت دارائی و دارائی اسکندری
از گدایان جنابت بے نوایان یافته — صد قبائے کیقبادی صد کلاه خسروی
در نگاه سائلت اے بادشاه کائنات — هم فریدونے نه گنجد هم نه سنجد سنجری
چوں طفیل تست عرش و فرش و ماه و آفتاب — درخور نسبت که با شان تو دارد همسری
نور باران قدسیان بر روضهٔ رضوان مطاف — رفته درگاه ترا حوران به زلف عنبری
زاں نبودت کس معلم غیر علام الغیوب — تا کسے راز تو بنود در جهان بالاتری

علم تو علم حضوری دفترت ام الکتاب ‏— عقل قدسی در حضور و عقل کل در حاضری

جوہر اول توی اے مظہر اولی عقول ‏— قاسم۔ فردوسی و ساقی حوض کوثری

در دو عالم کیست در فر ظفر شمس و قمر ‏— سرورِ عالم بود یا شاہ مرداں خیبری

آں در شہر علوم سید امی لقب ‏— صفدر اعدائے دیں شیر دلیر تنگری

در جہانگیری بدست ایں ہر دو سامان ظفر ‏— ذوالجناح لافتائی ذوالفقار حیدری

از غزا سیری ندارد دست شیر کردگار ‏— دلدل از گیہان نوردے ذوالفقار صفدری

یا نبی ذاتِ علی چوں موسیٰ و ہارون ہمے ‏— لانبی بعدی ولی شد مانع پیغمبری

مصطفائی مجتبے و مرتضے مرحبا ‏— عین وحدت شد عیاں از مطلع دو پیکری

اے شفیع المذنبیں بر حال زار من ببیں ‏— چوں تو عالم سروری باشد رعیت پروری

افتخار نسل آدم قرۃ العین صفی ‏— چشم دارم بر من از عین عنایت بنگری

نے غم میزان و دفتر ماند و نے ہول حساب ‏— گر بہ جنبانی لبے از یاوری در داوری

دیدن دیدار تو بے شک بود دیدار تو ‏— من رآنی در یقینش مے نماید رہبری

تا بہ کے در خواب ہا بینم خیال آں جمال ‏— خفتہ بخت از طالع بیدار خواہم یاوری

اے دلآرائے جہاں حسن دلآرائے ترا ‏— عین لطف است اگر بینم بچشم ظاہری

لن ترانی میرسد از طور موسیٰ را جواب ‏— من نہ گویم رب ارنی خود تو رحمت مظہری

وعدۂ فردا کن امروز اے خدیو نیمروز ‏— داورا خواہم ز لطفت یاوری نے داوری

قابلا مقبول شو در بندگان آں جناب
یا بہ القاب بلالی یا خطاب قنبری

لالہ تاراچند تخلص تاراؔ کی نعتیں

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ اوّل صفحہ ۱۵)

(۱)

میں جہاں میں گو بظاہر مائل زنار ہم — دل سے ہیں مفتون حسن احمد مختارؐ ہم
لکھ رہے ہیں ہم درِ دندانِ احمدؐ کی ثنا — ڈھیر گوہر کا لگاتے ہیں سر بازار ہم
گر خدا کا دھیان ہے یا گاہ اس کے دوست کا — رہتے بیکاری میں بھی اکدم نہیں بیکار ہم
اس تمنا میں دریدہ سدا رہتے ہیں وا — شاہد مقصود کا دیکھیں کہیں دیدار ہم
یاالٰہی کشتی رحمت تری درکار ہے — ورنہ ہو سکتے نہیں بحر الم سے پار ہم
گر مدینہ کی طرف جاوے تو لکھ بھیجیں وہاں — دامن بادِ صبا پہ اپنا حالِ زار ہم
خاک کا پیوند اک حملے میں دشمن کو کیا — کہہ کے جس دم جا پڑے یا حیدر کرار ہم

خالِ رخسار نبیؐ کی کیا صفت تاراؔ لکھے
کہہ نہیں سکتے ہیں ہرگز نافۂ مشک تتار ہم

لہ لالہ تاراچند دہلی دروازہ کے اندر حلوائے سوہن کی دکان کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ مشہور مصرع بھی اسی بات کا مظہر ہے ع تارا نہ ہو تو حلوائے سوہن کھلائے کون۔ فصیح الملک نواب مرزا خان داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن میر محبوب علی خان (موجودہ نظام میر عثمان علی خاں بہادر کے والد بزرگوار) جب ایک دفعہ لاہور آئے تھے تو ان کی دکان پر بھی آیا کرتے تھے۔ الٰہی بخش رفیق کے شاگرد تھے۔ دیوان رفیق و تارا اکٹھا چھپا ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۰۹ء یا سنہ ۱۹۰۹ء میں لاہور میں انتقال کیا۔ عمر ۷۰ سال کے قریب تھی اور صحت بہت اچھی تھی۔ مولانا حالی اور شمس العلماء مولانا آزاد مصنف آبحیات بھی ان کے

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ دوم صفحہ ۲۶ مطبوعہ مطبع خورشید عالم لاہور)

(۲)

یوں انبیاء ہیں سب پیمبر کے سامنے — جیسے چکور ہوں مہِ انور کے سامنے
خالی رہے نہ جامِ عنایت سے یہ غلام — ہے اتنی عرض مالکِ کوثر کے سامنے
اللہ رے فیضِ بخشش امت کے واسطے — سر رکھ دیا حسین نے خنجر کے سامنے
شبیرؑ کو جنھوں نے کیا قتل بے گنہ — کیا منہ وہ لے کے جائینگے حیدرؑ کے سامنے
یہ وصفِ مصطفیٰ کبھی خالی نہ جائے گا — مل جائے گا صلہ مجھے داور کے سامنے
پرواز مرغ روح کرے میری یا خدا — جا کر نبیؐ کے روضۂ اطہر کے سامنے

تارا غزل نہ ہر کس و ناکس کو تو دکھا
لے چل مگر رفیعِ سخن ور کے سامنے

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ سوم صفحہ ۴۲)

(۳)

جو رکھتا دل میں اپنے نورِ عشقِ مصطفےٰ ہو گا — تو قندیلِ فلک کی طرح سینہ پُرضیاء ہو گا
ہوا جو اس سے برگشتہ خدا سے اس کو کیا ہو گا — جو مقبولِ نبی ہو گا وہ مقبولِ خدا ہو گا
اثر اک اک سخن میں اسکی ہو گا اسمِ اعظم کا — وظیفہ جس کا روز و شب درودِ مصطفیٰ ہو گا
غبار اس روضۂ اقدس کا ماتھے پر لگاؤں گا — گزر اپنا مدینہ میں اگر مثلِ صبا ہو گا
کسی کی التجا کب ہر مجھے مشکل میں اے ہمدم — کہ حل کرنے کو مشکل کے علی مشکلکشا ہو گا
کدورت دل کی یوں ہرگز نہ جائیگی نہ جائیگی — مگر گردِ مدینہ سے یہ آئینہ صفا ہو گا
کوئی اس روضۂ اقدس کا بتلا دے اگر رستہ — بھلا ہو گا بھلا ہو گا بھلا ہو گا بھلا ہو گا

نہاں اسرارِ عشقِ مصطفےٰ کب تک ہو سینہ میں   یہ افسانہ ضرور اک دن جہاں میں برملا ہوگا
عبادت جان کر حکم پیمبرؐ کی اطاعت کر   خدا کے حکم سے خالی نہ حکم مصطفےٰ ہوگا
جو ہو تو روئے قبلہ روئے دل سوئے محمدؐ کر   پھرا بیشک خدا سے جو محمدؐ سے پھرا ہوگا
میں مداحِ محمدؐ ہوں میں مداحِ محمدؐ ہوں   عدو میرا جو ہوگا وہ عدوئے مصطفیٰ ہوگا

لوائے حمد کا پرچم جو چمکے گا قیامت میں
اسی کے نور سے تارا کا بھی تارا چمکا ہوگا

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ چہارم صفحہ نمبر ۴۲)

(۴)

نہیں تھا جز خدا کچھ پہلے اے تارا محمدؐ سے   ہوا ہے انتظام دو جہاں سارا محمدؐ سے
وجودِ عالمِ امکاں بنا سارا محمدؐ سے   بنا ہے دونوں عالم کی یہ اے تارا محمدؐ سے
اگر سیدھا مقدر ہو تو میں پہنچوں مدینہ میں   جدا ہوں گردشِ افلاک کا تارا محمدؐ سے
مسیحا سے بھی جو ممکن نہ ہوگا روزِ محشر تک   ہمارے دردِ دل کا ہوگا وہ چارا محمدؐ سے
انھیں کی ذات سے یہ جوش ہے دریائے رحمت کا   کہ بحرِ نہ فلک کا ہے رواں دھارا محمدؐ سے
قیامت تک نہ شہ پاتے مرتبہ وہ بادشاہی کا   نہ رکھتے عشق گر اسکندر و دارا محمدؐ سے
ملک بیتاب مجھکو دیکھ کر کہتے ہیں اکثر یہ   محبت کتنی رکھتا ہے یہ بیچارا محمدؐ سے
تعلق حرصِ دنیاوی کا یارب دور ہو جائے   نہیں یہ ملنے دیتا نفسِ امّارہ محمدؐ سے

خدا کرتا ہے لعنت اور فرشتے کرتے ہیں لعنت
جو کوئی دشمنی رکھتا ہے اے تارا محمدؐ سے

لالہ اروڑہ رائے تخلص رائے کی نعتیں

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ اول صفحہ ۱۶)

(۱)

جان و دل سے ہیں فدائے احمد مختارؐ ہم ۔۔۔ دیکھئے دیکھیں گے اس سرور کا کب دربار ہم

جلوۂ حسن نبیؐ جاری ہے مثل بحر فیض ۔۔۔ یا خدا پائیں گے کب اس سے درِ شہوار ہم

گیسوئے مشکین احمدؐ سے ہو پر جس کا دماغ ۔۔۔ کیوں نہ عقبیٰ میں رہیں گے اس کے خدمتگار ہم

مجکو اب خوف جہنم کا تو کچھ خطرہ نہیں ۔۔۔ کیونکہ رکھتے ہیں رسولؐ اللہ حامی کار ہم

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ رکن دیں

بے شبہہ چاروں سے کر سکتے نہیں انکار ہم

(از دیوان نعتیہ مشاعرہ دوم صفحہ ۲۶)

(۲)

ذرے ہوں جیسے مہر منور کے سامنے ۔۔۔ یوں انبیاء ہیں میرے پیمبرؐ کے سامنے

تاتار مشک و نافہ و عنبر کروں نثار ۔۔۔ حضرت کی ایک زلف معنبر کے سامنے

جبرئیل سا فرشتہ خدا سے پیام لے ۔۔۔ آتا تھا روز احمدؐ سرور کے سامنے

حضرت بلالؓ عشق نبیؐ میں فدا تھا یوں ۔۔۔ بلبل ہو جس طرح سے گل تر کے سامنے

خالق سے آرزو ہے کہ جلدی سے لے چلے ۔۔۔ مجکو مزار ساقئ کوثر کے سامنے

جا کر کروں طواف مدینہ میں شوق سے ۔۔۔ سر کو کروں فدا درِ اطہر کے سامنے

حاصل مراد سب کی ہو از بہر مصطفیٰؐ ۔۔۔ دستِ دعا اٹھا ۔ کہو قادر کے سامنے

اس رہ آئے کو طفیل علیؓ یا رسولِ پاکؐ
جلدی بلا لو روضۂ انور کے سامنے
(از دیوان نعتیہ شاعرہ چہارم صفحہ ۴۶)

(۴۳)

مجھے باغ جہاں میں کچھ نہیں پیارا محمدؐ سے
خدا نے یہ جہاں پیدا کیا سارا محمدؐ سے
ہزاروں معجزے دکھلائے حضرتؐ نے لعینوں کو
کسی مردود نے آخر نہ دم مارا محمدؐ سے
مکر بو جہل حضرت سے نہایت بغض رکھتا تھا
ولیکن چل سکا اس کا نہ کچھ چارا محمدؐ سے
کیا با خبر کم تالا خدا نے اس کے سینے پر
نہ مانا دین کو اس نے گیا مارا محمدؐ سے
نکالے تھا کنوئیں رستوں میں خاطر سرورِ دیں کی
یہاں تک کینہ رکھتا تھا وہ ناکارا محمدؐ سے
زن اس کی بھی رہ احمد میں ہر دم خار پھینکے تھی
صرانت دل میں رکھتی تھی وہ عیارا محمدؐ سے
ارادہ تھا یہی اس کا کہ حضرت کو ملے ایذا
سدا مکر و دغا کرتی تھی مکارا محمدؐ سے
نگہباں جس کا خالق ہو کہو پھر اس کو کیا غم ہو

کہا حق نے نہ کوئی ہے مجھے پیارا محمدؐ سے

عیاں شق القمر کا معجزہ ہے سب خلائق میں
زمیں پر آپڑا اٹھا آکے دوبارا محمدؐ سے

نعت لالہ لال چند صاحب فلک لاہور

لالہ لال چند صاحب فلک لاہور کے قوم پرستوں میں درجۂ اختصاص رکھتے ہیں ان کی شاعری قومی وملکی جذبات کا خالص مظہر ہوتی ہے۔ انھوں نے حب وطن کی سزا میں تکلیفیں بھی بہت اٹھائی ہیں۔ مگر اپنے اصول کو نہیں چھوڑا۔ اور اپنے سیاسی خیالات کو نہیں بدلا کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا کلام "کلامِ فلک" اور "پیامِ فلک" کے نام سے مقبولِ عام ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے دل سے حامی ہیں۔ عمر ۴۴ سال کے قریب ہے۔ ہمارے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں آپ کی ایک نظم ملی ہے جو درج ذیل ہے:۔

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
رب بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکہ
نقش اوہامہ پرستی کو مٹایا تو نے
اڑ گئے مانند سبھی شرک وخودی کے آخر
مہر توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے
جو شراب اور نشہ کے تھے ازل سے مشتاق

مئے وحدت کا انھیں جام پلایا تو نے
باہمی نفرت وکینہ تھا وتیرہ جن کا
انس والفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے
خواب غفلت میں پڑے سوتے تھے کئی مدتی
لب اعجاز سے قم کہہ کے اٹھایا تو نے
آ گئے حلقۂ اسلام میں انصار و یہود
جا کے آسن جو مدینہ میں جمایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاک ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اڑایا تو نے
دختر حارث غمگین کو رہائی بخشی
قید پر غم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے
کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنھیں طور بتایا تو نے
گنبد و سقف فلک گوش زمیں گونج اٹھے
کوس توحید عرب میں جو سنایا تو نے

نعتیہ کلام از جناب رام

کتاب نذرِ رسول[۱] الملقب بہ محفل میلاد کے صفحہ ۸۰ پر ڈاکٹر ماہلا رام صاحب رام منٹگمری کے دو نعتیہ شعر نظر سے گزرے۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر صاحب سے کچھ اور اشعار طلب کئے۔ انھوں نے جواب میں اپنی علالتِ طبع کا عذر فرمایا۔ اس لئے ذیل میں یہی دو شعر درج کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے:۔

سرِ محشر مزے لے لے کر ہر اک سے کہوں گا میں
میں سودائی محمد کا ہوں دیوانہ محمدؐ کا
اُسے کیا خوف ہے اے رامؔ دشمن کی شرارت کا
جسے تقدیر سے ہو جائے یارانہ محمدؐ کا

نعت سرورِ کونین

(از جناب منشی لچھمی نرائن صاحب بی۔ اے سٹی مجسٹریٹ جے پور)

شرحِ اوصافِ پیمبر میری تقریر میں ہے
میری تقریر میں جو ہے وہی تحریر میں ہے

---

[۱] مصنفہ حافظ شہاب الدین صاحب حزین سکنہ ناڑہ ضلع اٹک

بات جب ہے وہ بلائیں مجھے خود یثرب میں
عشق کا لطف اگر کچھ ہے تو تاثیر میں ہے

ہوں غلام شہ دیں عرش پہ رکھتا ہوں دماغ
لطف دنیا کی یہ کب عزت و توقیر میں ہے

دل میں گر عشق نبی ہو تو ہے انساں انساں
ورنہ کیا خاک پھر اس خاک کی تصویر میں ہے

ہم نے وہ شمس میں دیکھی نہ قمر میں دیکھی
بات جو روضۂ پُر نور کی تنویر میں ہے

جب سے ہے نام نبی نقش نگیں دل پر
عرش تک فرش سے جو ہے مری تسخیر میں ہے

تم کو دیکھا ہے یقیں ہے کہ خدا کو دیکھوں
بس یہی راز مرے خواب کی تعبیر میں ہے

اے فلک دیکھ لے جاتے ہیں مدینہ کو ہم
اپنی تقدیر میں جو ہے وہی تدبیر میں ہے

جبہ سائی ہے نصیب آپ کے در پر مجھ کو
اس سے کھلتا ہے کہ جنت مری تقدیر میں ہے

اے سخا جان گئے جاننے والے تجھ کو
نعت لکھتا ہے تو فردوس کی جاگیر میں ہے

ہماری چند اسلامی تاریخی کتابیں

تاریخ حریت اسلام اس تاریخ میں زمانۂ رسالت مآب، عہد خلافت، خلفائے بنی امیہ و عباسیہ، عہد بنی قوم و سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی، مصر، الجزائر، مراکش، افغانستان، ایران، ہندوستان کے مختلف حکمران خاندانوں خصوصاً خاندان غلاماں، خلجی، افاغنہ، مغلیہ وغیرہ اور شاہان دکن، سندھ، کشمیر، گجرات کے عہد ہائے گزشتہ کے استبداز جنگجو حق پرست بزرگوں کے جرأت آفریں، ولولہ انگیز، استقلال و ایمان کے بے نظیر جوش و ایثار کے حریت آموز حالات۔ اور اسلامی عدل و انصاف کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور فدائے مذہب و ملت عورتوں کے حریت نواز کارنامے درج ہیں۔ تیسری بار طبع ہوئی ہے، جلد خوبصورت، کاغذ عمدہ، قیمت تین روپے

حضرت ابراہیم ادہم کے حالات زندگی مع ان کے مرشد طریقت حضرت فضیل بن عیاض کے حالات کے ۱۲/ المشتہر

تذکرہ خواتین دکن آج ملکی جدوجہد میں عورتوں کا نام دیکھ رہے ہو لیکن تاریخ دیکھو تو ہندوستان میں فداکاران ملک و ملت عورتوں کا نام ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ خواتین دکن اس امر میں خصوصیت سے ممتاز تھیں۔ وہ صاحب السیف و القلم تھیں۔ رزم و بزم دونوں میں ان کا نام مشہور تھا۔ سپہ سالاری، ملکی انتظامات اور سیاسی چالوں میں وہ یکتا تھیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

سوانح مولانا روم حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی مولانا روم کے حالات زندگی جو معارف و حقائق کا گنجینہ ہیں۔ چوتھا ایڈیشن ۱۲/

حالات شمس تبریز مولانا روم کے پیر و مرشد کے حالات و راز و نیاز، عارفانہ نکات، قیمت ۶/

روایات اسلام ۶/ غازی محمد بن قاسم ۲/ رتبار حرم

اسلامی زنانہ حاضر جوابیاں مسلمان عورتوں کی ذہانت، طباعی اور ان کی منظوم حاضر جوابیوں کا دلچسپ مرقع ۶/

مشتہر

ظفر برادرز تاجران کتب ظفر منزل لاہور

شعلہ حصہ اوّل

۴/

شعلہ حصہ دوم

۵/

شعلہ حصہ سوم

۶/

ماسٹر محمدّ حمزہ خاں

عزیزی پریس آگرہ میں چھپا